رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا — جو ہوگا ایک نجات — محبوب میرا
کروں گا دور اُس منہ سے اندھیرا — دکھاؤں گا زبان — کہ عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی — فسبحان کے ساتھ الحمد ہی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر پروپرائٹر قاری عاجز

فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۲۳ ۳۰۳۱ — ۱۸-۲۵ مئی سنہ ۱۹۱۶ء مطابق ۸-۱۵-۲۲ رجب سنہ ۱۳۳۴ھ از قادیان دارالامان

احمدیہ جماعت کے عقائد

۱۔ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ کوئی شخص اسکی ذات یا صفات میں کسی دوسرے کو شریک نہیں ہو سکتا ہے ۲۔ ملائکہ کا وجود برحق ہے اسکی عبادت میں اسکا شریک نہیں ہے ۳۔ خدا تعالیٰ نے قدیم سے اپنے بندوں کی ہدایت کیلئے ہر ملک اور ہر قوم میں نبی مبعوث فرمائے ہیں اور ہم سب نبیوں کی صداقت کے قائل ہیں جن نبیوں یا کتب کا قرآن کریم میں ذکر ہے۔ ان پر فرداً فرداً اور جن کا ذکر نہیں انپر بحیثیت مجموعی ایمان رکھتے ہیں ۴۔ ہماری کتاب قرآن کریم اور ہمارا نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جو خاتم النبیین ہیں ۵۔ الہام کا دروازہ ہمیشہ سے کھلا ہے۔ اور کھلا رہیگا۔ خدا تعالیٰ کی کوئی صفت نہیں ہوتی جو وہ پہلے بولتا تھا۔ اب بھی اپنے نیک بندوں سے کلام کرتا ہے اور کرتا رہیگا۔ ۶۔ ہمارا ایمان ہے۔ کہ قرآن کریم کا بیان کردہ مسئلہ تقدیر حق ہے۔ اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ دعاؤں کو سنتا اور قبول کرتا ہے اور دعا کو بڑے عظیم الشان امور حل ہو سکتے ہیں۔ ۷۔ بعثت بعد الموت کے ہم قائل اور ہمارا یقین ہے۔ کہ دوزخ و جنت اپنی تمام کیفیات سمیت جو قرآن کریم و احادیث میں مذکور ہیں حق ہیں اور یہ کہ حشر کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شفیع ہونگے ۸۔ ہمارا یقین ہے کہ جسکی آمد کی انبیاء سابقین نے مختلف ناموں سے خبر دی تھی اور قرآن نے سورہ جمعہ میں وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ جس کی آمد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی بعثت ثانیہ فرمایا ہے۔ اور جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح نبی اللہ اور مہدی بتلایا ہے وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہی ہیں۔ اور آپکے سوا اور کوئی شخص ابھی موعود نہیں۔ ۹۔ ہمارا یقین ہے۔ کہ قرآن کریم ایک مکمل کتاب ہے جسکے بعد کسی اور نئی شریعت کی قیامت تک ضرورت نہیں۔ اور آنحضرت صلعم تمام انبیاء کے کمالات جامع ہیں۔ اور آپکے بعد کوئی شخص سوائے آپکی کامل اطاعت اور آپکی شاگردی کے علی کمالات حاصل کرنے کے قائل نہیں ہو سکتا پس ہم ان معنے کے ہر گز قائل نہیں۔ کہ اس اُمت کی اصلاح کیلئے کوئی شخص پچھلے نبیوں میں سے دوبارہ اس دنیا میں بھیجا جائے۔ کیونکہ اسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ میں کمزوری ماننی پڑتی ہے کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں (نعوذ باللہ) اتنی طاقت نہیں۔ کہ اپنی اُمت کی خود اصلاح کر سکیں اور وہ بقائی فقہ کو دور کر سکیں؟ پس کیا ضرورت ہے جو دوسرے نبی کو مدد کے لیئے بلایا جائے لہٰذا ہمارا یقین ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی اُمت میں سے آپکے ہی فیض اور قوت قدسیہ کے اثر سے ایک شخص نبوت کا درجہ پا سکتا ہے۔ اور آپکے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو کوئی نئی کتاب لائے۔ یا جس نے نبوت کا درجہ براہ راست بلا اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پایا ہو۔ نہ نیا نہ پرانا۔ کیونکہ اسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ فرمایا۔ اور دوسری طرف آنیوالے مسیح کو نبی اللہ کہکر فرمایا ہے۔ جسکے مطابق ہمارا ایمان ہے۔ کہ اُمت محمدیہ میں سے ایک شخص (مسیح موعودؑ) نے اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں درجہ نبوت حاصل کیا ہے۔ ۱۰۔ ہم معجزات انبیاء کے قائل ہیں جسکا اصل قرآن کریم کے مطابق آیات اللہ ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ اپنے جلالی اظہار اور اپنے مرسلوں کی صداقت کے اثبات کیلئے اپنے رسولؐ کے ہاتھ پر ایسے نشان دکھاتا ہے۔ جو انسانی طاقت سے بالا ہوتے ہیں۔ ۱۱۔ مثیل موسیٰ یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم موسیٰؑ سے افضل اور مثیل مسیح یعنی مسیح موعودؑ سے افضل ہے۔ ۱۲۔ مسیح موعودؑ کے انکار کا بدی نتیجہ ہے۔ جو دوسرے انبیاءؑ کے انکار کا ہے۔

ہدایات ۱۔ غیر احمدی کے پیچھے نماز جمعہ جائز نہیں ۲۔ غیر احمدی کا جنازہ پڑھنا بھی درست نہیں۔ ۳۔ غیر احمدی کو زکوٰۃ کا رشتہ دینا بھی منع ہے۔ ۴۔ خلیفہ وقت کی بیعت ضروری ہے۔ ۵۔ ضروریات سلسلہ کیلئے حسب حیثیت چندہ دینا واجب ہے۔ ۶۔ سلسلہ کا مرکز مدینہ مسیح قادیان ہے۔

الفاظ بیعت حضرت خلیفہ ثانی

اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله

میں آج عہد کے ساتھ بیعت کرکے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوتا ہوں۔ اور اپنے تمام پچھلے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔ اور آئندہ بھی ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا رہوں گا۔ شرک نہیں کرونگا۔ دین کو دنیا پر مقدم کرکھونگا۔ اسلام کے سب حکموں پر عمل کرنیکی کوشش کرتا رہوں گا۔ تبلیغ اسلام کو اعلیٰ درجہ خیال کرونگا۔ قرآن کریم اور حدیث کے پڑھنے پڑھانے یا سننے میں کوشاں ہونگا جو نیک کام تم مجھے بتاؤ گے۔ انہیں ہر طرح تمہارا فرمانبردار رہوں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کروں گا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے سب دعاوی پر ایمان رکھونگا۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْهِ ۳ بار۔ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ۔ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ۳ بار۔

اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں۔ تو میرے گناہ بخش۔ کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔ آمین

اور بعد ازاں دعا کرتے ہیں

فہرست کتب فاروقیہ و احمدیہ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر ایک کتاب بجائے خود ایک مفید اور علمی خزانہ ہے یہ کتابیں ناول یا فسانہ نہیں تھوڑی تعداد رہگئی ہے شائقین جلد مستفید ہوں۔ چار آنے سے کم کی فرمایش نہ ہونی چاہیئے جو کتاب ختم ہو جائے۔ اگلی روانگی میں مجبوری تصور ہوگی ۔

اعلام الناس حصہ دوم	بجواب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی	قیمت ۴
سوانح الیاس حصہ دوم	سید صاحب امروہی کے پچاس سوال بٹالوی	قیمت ۱
صیانۃ الناس حصہ اول	احسن مناظرین امروہی کا بٹالوی کے نام لاجواب خط	۲
مباحثہ رامپور	مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی کی تصنیفات بتائید سلسلہ ختم نبوت کی حقیقت۔ اس میں ان تمام احادیث کا جواب مکمل و مدلل طور پر دیا گیا ہے۔ جنہیں مخالفین سلسلہ احمدیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونے کی ممانعت سمجھ کر مباحثات میں ہمارے خلاف پیش کرتے ہیں۔ قابل دید کتاب ہے انعامی یکصد روپیہ	۲
قال اللہ اصلاح البشر	علاج حرص۔ اخلاقی قابل دید رسالہ	۰
نجات مسیحی و اسلامی	نجات کا مقابلہ۔ از قلم خلیفۃ المسیح ثانی	۱
تاریخ اسپین مجلد	یہ ایک نہ بردست تاریخ اسلامی عروج و حکومت ہسپانیہ کی ہے جسکو انگریزی سے مسٹر محمد احمد صاحب بیرسٹر نبیرۂ سرسید مرحوم نے اردو لباس پہنایا۔ اور عمدہ نفیس و خوشخط کاغذ پر چھپوایا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے اسکو بہت پسند فرمایا۔ صرف تین نسخے باقی ہیں۔ مجلد اصلی قیمت للہیر رعایتی	۱۰
البرامکہ مجلد	خاندان برمکی وزیر اعظم ہارون رشید کی مکمل تاریخ نایاب قابل دید ہے۔ مجلد قیمت	۱۰
رہنمائے دہلی یا دہلی گائڈ	قیمت	۰
سفرنامہ روم و شام	شبلی نعمانی مجلد	۱
عبرت	تمام قصے کہانیوں کی کتابوں اور جھوٹے مخرب الاخلاق ناولوں کا پڑھنا بالکل ترک کر دو۔ اور اس مذہبی اور اسلامی کتاب کو پڑھو۔ جسمیں ایک باعظمت فیلسوفانہ احمدی خاتون نے پُر درد اور دلکش پیرائے میں مذہب اسلام کی سچائی اور عیسویت کی لاجواب تردید عیسائی مردوں کے گھروں میں آنے کی برائیاں لڑکیوں کو تعلیم نہ دینے کے نقائص عجیب و غریب پُر لطف داستان میں ناول کے طریق پر بیان کئے ہیں۔ بکمال صفائی چھپائی عمدہ۔ قیمت	۸
عکس نامہ مبارک	حضور انور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم بنام مقوقس سلطان۔ یہ اس مبارک خط کا فوٹو ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مصر میں قبط کے بادشاہ مقوقس سلطان کو	۱
حاطب ابن بلتعہ	عمرو بن عمیر بن سلمہ کے ہاتھ مہر نبوت لگا کر بھیجا تھا۔ ہدیہ	۰
تذکرۃ المہدی	سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مشہور بزرگ اخویم پیر سراج الحق صاحب نعمانی احمدی کے نام سے تمام احباب سلسلہ بخوبی واقف ہیں۔ پیر صاحب موصوف کا وہ لطیف اور معلومات کثیر کا ذخیرہ اور ان واقعات صحیحہ کا تذکرہ جو آپنے قریباً بیس سال تک حضور حضرت مسیح موعود علیہ السلام رہکر اپنے کانوں سے سنا اور آنکھوں سے دیکھا۔ اور جو ۱۹۱۲ء سے قبل کسی کتاب یا رسالہ یا اخبار میں شائع نہیں ہوا۔ اس تذکرہ میں پوری تفصیل سے درج کر دیا ہے۔ پیر صاحب موصوف نے اس تذکرہ کو ۱۹۱۲ء سے لیکر دسمبر ۱۹۱۳ء تک قریباً دو سال میں مرتب کیا ہے۔ اور اخبار الحق میں ہفتہ وار متواتر شائع ہوتا رہا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی نظر عالی سے تمام کمال گذر چکا۔ اور آپنے اسکو پسند فرمایا۔ ایسا ہی حضرت خلیفہ ثانی فضل عمر ایدہ اللہ منصرہ نے بھی اسکی بہت تعریف کی اور ہمیشہ ذوق شوق سے ملاحظہ فرماتے رہے اس تذکرے میں بعض بعض ایسے مباحثات مخالفین کے تذکرے ہیں جو دیکھنے ہی سے تعلق رکھتے ہیں خصوصاً لدھیانہ اور دہلی کے ان مشہور مباحثوں کے صحیح چشمدید واقعات جو حضرت اقدس علیہ السلام کے ساتھ محمد حسین بٹالوی اور محمد بشیر بھوپالی نے کئے تھے۔ اور آج تک کسی جگہ اس تفصیل سے بیان نہیں ہوئے درج کئے گئے ہیں علاوہ ازیں اسمیں حضرت اقدس کے دعوے مسیحیت سے پہلے کے حالات اور بعد دعویٰ کے واقعات پوری تفصیل سے نقل کئے گئے۔ اور نیز وہ مباحثات جو پیر صاحب موصوف نے غیر احمدی لوگوں سے متعلق دعوی حضرت صاحب بعض سفروں میں کئے بتفصیل موجود ہیں اور جھوٹے مدعیان مجددیت کے حالات جنھوں نے امام الزمان کے زمانہ میں دعوے	۱
بست سالہ عہد حکومت	سلطان عبد الحمید خاں مجلد	۱
تاریخ قسطنطنیہ	مجلد۔ قیمت	۱
" "	سلطان صلاح الدین۔ قیمت	۱
سیر پرند	باتصویر۔ قیمت	۱
خیالات	دربارہ مستورات حصہ اول و دوم	۰
تفسیر القرآن	سرسید۔ حصہ اول	۱
تسلیۃ المصائب	ورسالہ منجیات و مہلکات فضائل صبر۔ از قرآن و حدیث و بیان موجبات و ہلاکت مفصل از قرآن و حدیث۔ مولفہ جناب نواب بھوپال اڈیشن اول مجلد۔ قیمت	۱
النذیر العریان	فی درکات النیران۔ مولفہ صدیق حسن خان۔ دوزخ و اہل دوزخ کے حالات قرآن و حدیث سے بیان کئے ہیں۔ نایاب مجلد۔ قیمت	۱
انسان کامل	ہر دو حصہ۔ عارف ربانی حضرت سید عبد الکریم صاحب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الانسان کامل کا سلیس اردو ترجمہ مع مختصر تذکرہ مصنف۔ اس میں تصوف کے تمام اصول و فروع و اصطلاحات کی پوری تشریح موجود ہے۔ حدیث عمار قلب روح کرسی۔ کتب آسمانی فرشتگان لوح قلم وغیرہ کے معانی و اسرار کا مفصل ذکر قیمت رعایتی	۱
شرح فصوص الحکم	عربی۔ از مولانا مولوی جامی رحمۃ اللہ علیہ اہل تصوف کے نزدیک جو رتبہ امام اکبر حضرت محی الدین ابن عربی کی فصوص الحکم کو حاصل ہے مشکل سے کسی کتاب کو حاصل ہوا ہوگا یہ کتاب حقائق و معارف سے مامور ہے۔ اسپر مولانا جامی کی شرح سونے پر سہاگہ کی مصداق ہے۔ قیمت رعایتی	۱
مصحف عثمانی	رجسٹری شدہ۔ حضرت امیر المومنین عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے قرآن مجید کے ایک صفحہ کا اصلی فوٹو رجسٹری شدہ قابل دید ہے۔ ہر مسلمان اسے زینت مکان بناوے ہدیہ فی عکس صرف	۱

محفوظ کردہ خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان - ۱۱- ۱۸- ۲۵ مئی ۱۹۱۶ء

کلام الامام امام الکلام

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

مبلغین سلسلہ ہماری جماعت کے واعظین کو ہمیشہ وہ ارشاد جو ان کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا۔ اپنا مدنظر العین رکھنا چاہیئے۔ حضور نے ۱۹۰۲ء میں فرمایا تھا کہ:-

"یہ امر بہت ضروری ہے کہ ہماری جماعت کے واعظ طیار ہوں لیکن اگر دوسرے واعظوں اور ان میں کچھ امتیاز نہ ہو تو فضول ہے۔ یہ واعظ اس قسم کے ہونے چاہئیں۔ جو پہلے اپنی اصلاح کریں۔ اور اپنے چلن میں ایک پاک تبدیلی کر کے دکھائیں۔ تاکہ ان کے نیک نمونوں کا اثر دوسروں پر پڑے۔ عملی حالت کا عمدہ ہونا یہ سب سے بہترین وعظ ہے۔ جو لوگ صرف وعظ کرتے ہیں مگر خود اس پر عمل نہیں کرتے۔ وہ دوسروں پر کوئی اچھا اثر نہیں ڈال سکتے بلکہ ان کا وعظ بعض اوقات اباحت پھیلانے والا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ سننے والے جب دیکھتے ہیں۔ کہ وعظ کہنے والا خود عمل نہیں کرتا۔ تو وہ ان باتوں کو بالکل خیالی سمجھتے ہیں۔ اس لئے سب سے اوّل جس چیز کی ضرورت واعظ کو ہے وہ اسکی عملی حالت ہے۔

دوسری بات جو ان واعظوں کے لیے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ انکو صحیح علم اور واقفیت ہمارے عقائد اور مسائل کی ہو۔ جو کچھ ہم دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں اس کو انہوں نے پہلے خود اچھی طرح پر سمجھ لیا ہو۔ اور ناقص اور ادھورا علم نہ رکھتے ہوں کہ مخالفوں کے سامنے شرمندہ ہوں۔ اور جب کسی نے کوئی اعتراض کیا تو گھبرا گئے کہ اب اس کا کیا جواب دیں۔ غرض علم صحیح ہونا ضروری ہے،

تیسری بات یہ ہے۔ کہ ایسی قوت اور شجاعت پیدا ہو کہ حق کے طالبوں کے واسطے ان میں زبان اور دل ہو۔ یعنی پوری دلیری اور شجاعت کے ساتھ بغیر کسی قسم کے خوف و ہراس کے اظہار حق کے لئے بول سکیں۔ اور حق گوئی کے لئے ان کے دل پر نہ کسی دولتمند کا تمول یا بہادر کی شجاعت یا حاکم کی حکومت کوئی اثر پیدا کر سکے ؛

یہ تین چیزیں جب حاصل ہو جائیں۔ تب ہماری جماعت کے واعظ مفید ہو سکتے ہیں۔ یہ شجاعت اور ہمت ایک کشش پیدا کرے گی۔ کہ جس سے دل اس سلسلہ کی طرف کھنچے چلے آئینگے۔ مگر کشش اور جذب دو چیزوں کو چاہتی ہے۔ جن کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتی۔ اوّل پورا علم ہو دوم۔ تقوےٰ ہو۔ کوئی علم بدون تقویٰ کے کام نہیں دیتا ہے۔ اور تقویٰ بدون علم کے نہیں ہو سکتا سنت اللہ یہی ہے۔ جب انسان پورا علم حاصل کرتا ہے تو اسے حیا اور شرم بھی دامنگیر ہو جاتی ہے۔ پس ان تین باتوں میں ہمارے واعظ کامل ہونے چاہئیں ؛

یہ میں اس لئے چاہتا ہوں کہ اکثر ہمارے نام خطوط آتے ہیں۔ فلاں سوال کا جواب کیا ہے؟ فلاں اعتراض کرتے ہیں۔ اس کا کیا جواب دیں؟ اب ان خطوط کے کس قدر جواب لکھے جائیں۔ اگر خود یہ لوگ علم صحیح اور پوری واقفیت حاصل کریں اور ہماری کتابوں کو غور سے پڑھیں تو وہ ان مشکلات میں نہ رہیں ؛

حق اور کشش یہ دو چیزیں ہی ہوتی ہیں۔ جن کو انبیاء علیہم السلام لیکر آتے ہیں۔ جبتک یہ دونوں موجود نہ ہوں۔ انسان کسی ایک سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ اور نہ پہونچا سکتا ہے۔ حق ہو کشش نہ ہو کیا حاصل؟ کشش ہو لیکن حق نہ ہو اس سے کیا فائدہ؟ بہت سے لوگ ایسے دیکھے گئے ہیں۔ اور دنیا میں موجود ہیں کہ ان کی زبان پر حق ہوتا ہے۔ مگر دیکھا گیا ہے کہ وہ مفید اور مؤثر ثابت نہیں ہوتا۔ کیوں؟ وہ حق صرف انکی زبان پر ہے اور دل اس سے آشنا نہیں۔ اور وہ کشش جو دل کی قبولیت کے بعد پیدا ہوتی ہے اس کے پاس نہیں اس لئے وہ جو کچھ کہتا ہے۔ جس اوپرے دل سے کہتا ہے اسی طرح پر اس کا اثر ہوتا ہے۔

سچی کشش۔ حقیقی جذب اور واقعی تاثیر اس وقت پیدا ہوتی ہے۔ جب اس حق کو جسے وہ بیان کرتا ہے نہ صرف آپ قبول کرے۔ بلکہ اسپر عمل کر کے اس کے چکھنے ہوئے نتائج اور خواص کو اپنے اندر رکھتا ہو۔ جب انسان خود سچا ایمان ان امور پر جو وہ بیان کرتا ہے نہیں رکھتا اور سچے ایمان کے اثر اعمال سے نہیں دکھاتا وہ ہرگز ہرگز مؤثر اور مفید نہیں ہوتے۔ وہ باتیں صرف بدبودار ہونٹوں سے نکلتی ہیں۔ جو دوسروں کے کان تک پہونچنے میں اور بھی بدبودار ہو جاتی ہیں۔ بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ ظالم اور سفاک حق کا یوں بھی خون کرتے ہیں کہ چونکہ اس کے برکات اور درخشاں ثمرات ان کے ساتھ نہیں ہوتے۔ اس لئے سننے والے محض خیالی اور فرضی باتیں سمجھ کر انکی پرواہ بھی نہیں کرتے۔ اور یوں دوسروں کو محروم کر دیتے ہیں ؛

غرض یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ وہ شخص جو دنیا کی اصلاح کا مدعی ہے۔ جب تک اپنے ساتھ حق اور کشش نہ رکھتا ہو۔ کچھ فائدہ نہیں پہونچا سکتا۔ اور وہ لوگ جو توجہ اور غور سے انکی بات کو نہیں سنتے۔ وہ ان سے بھی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ جو کشش اور حق ہی رکھتے ہوں"

(الحکم)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ کہ فاروق نے اپنی کمی جو دہلی کے جلسہ کی وجہ سے ہوئی تھی پورا کر کے چار ماہ کے پرچے شائع کر دئے۔ اس نمبر کے ساتھ فروری عنایت ۳۱ مئی ۱۹۱۶ء جو چار ماہ کا چندہ ایک ایک روپیہ وصول کیا گیا تھا وبفضلہ وتوفیقہ تعالیٰ ختم ہو گیا ہے۔ فاروق بوجہ عدم جوڈگی عاجز ایڈیٹر ڈیڑھ ماہ سے زائد عرصہ تک بند ہا اس عرصہ میں جتنے نمبر رکھتے تھے۔ وہ بعد میں نکالکر اب تک پورے کر دئے۔ آئندہ سال میں سے چار ماہ صرف باقی ہیں جو یکم جون سے لیکر ۳۰ ستمبر ۱۹۱۶ء تک کے ہیں ان بقیہ چار ماہ کے چندہ کے لئے جن کا کوئی پرچہ ان احباب کے نام ایک روپیہ کا وی پی آئیگا۔ جن سے چار چار ماہ کا چندہ باقساط لیا گیا تھا۔ امید ہے کہ ہر ایک دوست جن کی تاریخ خریداری انکی چٹ پر لکھی ہوئی ہے۔ دیکھ کر ایک روپیہ کے وی پی کی وصولی کے لئے تیار رہینگے۔ اس پارہ میں جہاں تک مجھ سے ممکن ہے کوشش کرونگا کہ ہفتہ وار اخبار نکلتا رہے۔ خدا کرے کہ کاتب جو بیمار ہے صحتیاب ہو جائے۔ اس وقت بمشکل دو کاپیوں سے تھوڑا تھوڑا کر کے لکھوایا جاتا ہے۔ فاروق کا کاتب بیمار ہو کر گر گیا ہوا ہے اللہ تعالےٰ

"میرا لاہور میں ایکدن"

(از چوہدری حاکم علی صاحب)

پیغام کی پردہ داری

کل ۲۳ مئی ۱۹۱۶ء کو اخبار پیغام لاہور کا پرچہ مورخہ ۱۸ مئی ۱۹۱۶ء میری نظر سے گذرا۔ جس میں میری نسبت یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ نعوذ باللہ میرے نزدیک سیدنا حضرت مصلح موعود فضل عمر میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح والمہدی ایدہ اللہ تعالےٰ کافر ہیں۔ اور آپکے نزدیک میں کافر ہوں میں گو مضمون نگاروں میں سے نہیں ہوں۔ لیکن چونکہ اخبار مذکور کے ایڈیٹر نے مغالطہ دہی سے کام لیا ہے۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ چند سطروں میں اس مغالطہ کا ازالہ کر دوں۔ ایڈیٹر مذکور نے اصل واقعہ کو ظاہر کرنا پسند نہیں کیا۔ کیونکہ وہ اس کے اغراض کا منافی اور امیر پیام کی علمی پردہ دری پر مبنی تھا۔ اس نے اس واقعہ کی طرف مندرجہ ذیل الفاظ میں اشارہ کیا ہے

"چوہدری صاحب موصوف کسی وجہ سے گذشتہ ۷ مئی ۱۹۱۶ء کو مسجد احمدیہ لاہور میں آوارد ہوئے۔ اسوقت اتفاق سے قرآن کریم کا درس ہو رہا تھا۔ دوران درس میں مسئلہ وراثت انبیاء پر بحث شروع ہو گئی۔ اور بہت دیر تک جاری رہی"

ایڈیٹر مذکور نے یہ نہیں ظاہر کیا کہ کس شخص کے ساتھ بحث ہوئی۔ اور اتنی دیر کیوں ہوئی؟ اور کیا نتیجہ نکلا؟ اس کے ظاہر نہ کرنے سے ناظرین سمجھ سکتے ہیں۔ کہ اصل حقیقت کیا ہے اور کیوں اس کے چھپانے کی کوشش کیگئی ہے۔ پیغام کے اسی پرچہ میں ایک جگہ مولوی ثناء اللہ امرتسری اور حکیم عبد الحق کے ایک مقدمہ کا ذکر کرتے ہوئے اور ایک فریق پر ایک سو روپیہ جرمانہ کی خبر لکھتے ہوئے مولوی ثناء اللہ مذکور پر یہ اعتراض کیا گیا ہے۔ کہ اس نے اپنی ذلت اور رسوائی پر پردہ ڈالنے کے لئے مبہم الفاظ اختیار کئے ہیں تاکہ اصل حقیقت ظاہر نہ ہونے پائے۔ لیکن افسوس ہے کہ اسی پرچہ میں ایڈیٹر اخبار نے خود وہی طریق اختیار کیا جس کی بنا پر وہ ثناء اللہ پر طعن کرتا ہے۔ پیشتر اس سے کہ میں اس بحث کی اصل حقیقت ظاہر کروں۔ نہایت افسوس کے ساتھ اس امر کا اظہار کرتا ہوں کہ ایڈیٹر اخبار نے اس بارے میں تقویٰ کے طریق سے کام نہیں لیا۔ ایک موٹی سے موٹی عقل کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ یہ ممکن ہی نہیں۔ کہ کوئی شخص اپنے رہبر اپنے مطاع پیشوا اور امام کو کافر سمجھتا ہو۔ پس میری کسی تقریر یا تحریر کا مذکورہ صدر مدعا کس طرح ہو سکتا ہے۔ (العوذ باللہ)

دونوں میں سے جھوٹا کون؟

اگر اسی طریق استدلال سے کام لیا جاوے جو ایڈیٹر مذکور نے اختیار کیا ہے۔ تو خود انکی زبانی مولوی محمد علی صاحب اور مولوی محمد علی صاحب کی زبانی ایڈیٹر مذکور ایسے القاب کے مستحق ثابت ہوں گے۔ جن کو وہ غالباً اپنے لئے پسند نہ کرینگے۔ کیونکہ ایڈیٹر مذکور اپنے اسی مضمون مذکورہ بالا میں سیدنا حضرت فضل عمر ایدہ اللہ تعالےٰ کا ذکر کر کے لکھتا ہے کہ "انہوں نے ان کروڑہا پیغمبر مسلمانوں کو بھی جو دور دراز ممالک میں جہاں احمدیت کی ہوا تک بھی نہیں پہونچی اور پہنچ تک نہیں کہ مرزا غلام احمد بھی کوئی شخص دنیا میں ہوا ہے جو جانیکہ وہ آپکے دعوی مسیحیت و مہدویت پر مطلع ہوں۔ ان کو انہوں نے صاف طور پر کافر اور خارج از اسلام قرار دیا"

اس عبارت میں ایڈیٹر مذکور نے ظاہر کیا ہے کہ:-

(۱) دنیا میں اب تک بہت سے ایسے ملک باقی ہیں جہاں احمدیت کی ہوا تک بھی نہیں پہونچی۔

(۲) دنیا میں کروڑہا مسلمان ایسے موجود ہیں۔ جن کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ میرزا غلام احمد بھی دنیا میں کوئی شخص ہوا ہے۔ لیکن اس کے بالمقابل مولوی محمد علی صاحب آج سے ۹ سال پہلے رسالہ ریویو اردو جلد ۴ صفحہ ۱۰۵ میں صاف اور کھلے الفاظ میں لکھ چکے ہیں کہ "یہ سلسلہ قریباً دنیا کے ہر گوشہ میں پھیلا ہوا ہے۔ اور ہر ایک آدمی اس سے واقف ہے" اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ (۱) احمدی جماعت قریباً تمام دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ شاذ ہی کوئی ایسا گوشہ باقی ہو جس میں احمدی جماعت کا کوئی ایک فرد بھی موجود نہ ہو (۲) ہر ایک آدمی اس سلسلہ سے واقف ہے۔ اور کوئی فرد بشر ایسا نہیں ہو سکتا کہ جو اس سلسلہ سے ابتک بکلی بیخبر ہو۔ پس اب یا تو مولوی محمد علی صاحب نے غلط بیانی کی یا پھر ایڈیٹر صاحب نے اپنی دو دلی باتوں میں دروغگوئی سے کام لیا ہے۔ دوسری طرف قرآن مجید میں جو جھوٹے کے لئے سارٹیفکیٹ دیا گیا ہے۔ آپ اس سے غالباً واقف ہوں گے۔ آیت لکھنے سے آپ چڑینگے۔ جیسے آگے استخلاف کی آیت شریفہ پر آپ لوگوں نے شور مچایا تھا۔ کہ ہمیں فاسق کہا گیا ہے۔ اس لئے آیت نہیں لکھی تاکہ بوجھ کچھ ہلکا ہو جاوے۔ ورنہ آیت تو مجھے یاد ہے۔ آگے مولوی صاحب اور ایڈیٹر صاحب خود ہی فیصلہ کر لیں کہ انہیں کہا کون اس آیت شریف کا مصداق ہے ؛

کل دنیا خارج از ایمان

اس جگہ اس امر کا ذکر کر دینا بھی غیر موزون نہیں ہو گا۔ کہ خود مولوی محمد علی صاحب۔ جماعت احمدیہ کے سوا باقی کل دنیا کے لوگوں کو بغیر کسی قسم استثناء کرنے کے آج سے دس برس پہلے بالکل خارج از ایمان قرار دے چکے ہیں۔ چنانچہ مولوی صاحب نے سالہ ریویو اردو جلد ۵ صفحہ ۱۸۲ میں اپنی قلم سے لکھ چکے ہیں کہ "اس خدا کو پہچاننا اور یقین سے جان لینا کہ واقعی وہ ہے بھی یہ ایک بالکل الگ امر ہے۔ اور اس کا حصول صرف اسی طرح سے ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی قدرت اور علم کے خوارق عادت نمونے دیکھ جاویں جن کا اظہار صرف انبیاء و رسل کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور ہوتا رہا ہے اور قدیم سے یہی سنت الٰہی چلی آئی ہے کہ خدا تعالیٰ ایسے اوقات میں جب زندہ ایمان لوگوں کے دلوں سے نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ اپنے انبیاء کے ذریعہ اپنی عظیم الشان قدرتوں کا اظہار بذریعہ خوارق عادت نشانوں کے کر کے اپنی ہستی کا یقین لوگوں کے دلوں میں پیدا کرتا ہے۔ جس سے انکی زندگی میں ایک پاک تبدیلی واقعہ ہوتی ہے ایسی ہی ضرورت اس زمانہ میں ہے کیونکہ گذشتہ انبیاء کے نشان بطور قصوں کے ہو گئے ہیں" اس کے مقابلہ میں جو حضرت مسیح موعود ثانی کے الفاظ ایڈیٹر مذکور نے نقل کئے ہیں وہ یہ ہیں :-

"یہ چیز تبلیغ نہیں ہوئی اس کا حساب خدا کے ساتھ ہے ہم نہیں جانتے کہ تبلیغ ہو چکی ہے یا نہیں؟ کیونکہ کسی کے دلی خیالات پر آگاہ نہیں اس لئے چونکہ شریعت کی بنا ظاہر پر ہے ہم انکو کافر کہینگے"

اب آگے دیکھئے۔ کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۸۱ میں لکھا ہے۔

"اے نادانو! جبکہ خدا نے اپنی سنت کے موافق اپنے دین قویم کی حجت پوری کر دی تو اب اس میں شبہات کو دخل دینا اور باوجود خدا کی اتمام حجت کے بے ہودہ باتوں کو پیش کرنا کیا ضرورت ہے اگر درحقیقت خدا تعالیٰ کے علم میں کوئی ایسا ہے کہ اس پر اتمام حجت نہیں ہوئی۔ تو اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ ہمیں اس بحث کی ضرورت نہیں۔ ہاں جو اسلام سے محض بے خبر ہے۔ اگر بیخبری میں مر جاوے جیسے نابالغ بچے اور مجانین یا کسی ایسے ملک کے رہنے والے جہاں اسلام نہیں پہونچا۔ وہ معذور ہیں"

حضرت اقدس نے نابالغ بچوں۔ مجنونوں اور بالکل ناواقفوں کو ایک ہی حکم کے ماتحت بیان فرمایا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ کافروں کے نابالغ بچے اور ان کے مجنون مواخذہ کے لحاظ سے کافر نہیں ہیں۔ ہاں شریعت کے ظاہری حکم کے لحاظ سے کافروں میں داخل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایسا ہی طرح جو شخص بالکل بے خبر ہو وہ بھی مواخذہ کے لحاظ سے کافر نہیں کہلا سکتا لیکن شریعت کے ظاہری حکم کے لحاظ سے وہ کافروں میں شمار ہوگا۔ (حضرت اقدس نے اپنے مبر اشتہار میں کافروں کے بچوں کا نام صریحاً کافر رکھا ہے) اسی فرق کے نہ سمجھنے کی وجہ سے آپنے دھوکا کھایا ہے یا دھوکا دینا چاہا ہے۔ غرض سیدنا حضرت فضل عمر نے جہاں اس قسم کے لوگوں کا نام کافر رکھا ہے۔ وہاں شریعت کے ظاہری حکم کی بنا پر ان کا یہ نام رکھا ہے۔ جیسا کہ حضور کے مذکورہ بالا الفاظ سے ظاہر ہے۔ اور جہاں میں نے ایسے لوگوں کا نام مسلمان رکھا ہے۔ وہاں میری مراد مواخذہ کے لحاظ سے ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود کتاب حقیقت الوحی کے مذکورہ بالا حوالہ سے تین صفحہ پہلے (صفحہ ۶۷) فرماتے ہیں "ڈاکٹر عبدالحکیم خان اپنے رسالہ المسیح الدجال وغیرہ میں میرے پر یہ الزام لگاتا ہے کہ گویا میں نے اپنی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ جو شخص میرے پر ایمان نہیں لائیگا۔ گو وہ میرے نام سے بھی بے خبر ہوگا۔ اور گو وہ ایسے ملک میں ہوگا کہ جہاں تک میری دعوت نہیں پہونچی۔ تب بھی وہ کافر ہو جائے گا۔ اور دوزخ میں پڑیگا۔ یہ ڈاکٹر مذکور کا سراسر افترا ہے۔ میں نے کسی کتاب یا کسی اشتہار میں ایسا نہیں لکھا"

اسجگہ حضور نے بے خبر لوگوں کے کافر بننے دوزخی ہونے کی نفی فرمائی ہے۔ (ہاں حضور نے ان کا نام مسلمان بھی نہیں کہا لیکن میرے الفاظ میں مسلمان کا لفظ آگیا ہے۔ جس کی بنا حضرۃ اقدس کی کسی تحریر پر نہیں) لیکن صفحہ ۱۵۱ والے حوالہ مذکورہ میں ایسے شخص کو نابالغ بچوں اور مجنونوں کے حکم میں داخل قرار دیکر یہ ظاہر فرمایا ہے کہ جسطرح یہ دونوں قسمیں کفار میں سے ہونے کی وجہ سے شریعت کے ظاہری حکم کی بنا پر کافروں میں شمار ہوتی ہیں ایسی طرح یہ تیسرا گروہ بھی اسی حکم میں داخل ہے۔ بالآخر میں اسجگہ ایڈیٹر صاحب کی ایک اور گلفشانی کا ذکر کر دینا ہی مناسب سمجھتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ آپ میری تحریر کو سیدنا فضل عمر کی تحریر کے مخالف قرار دیکر اس پر یہ حاشیہ چڑھاتے ہیں کہ "یہ معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ یہ اسقدر مغائرت پیر اور مُرید میں کیوں ہے؟ کیا اسکی وجہ میاں صاحب کا اپنے مُریدین کو اپنے عقائد سے بیخبر رکھنا اور ان سے ان باتوں کو چھپانا ہے یا کچھ اور؟" میں حیران ہوں کہ ایڈیٹر صاحب نے اس قدر کھلے مغالطہ اور فریب پر کیوں جرأت کی ہے۔ کیا اسکی وجہ وہی نہیں ہے۔ جسکو اللہ تعالیٰ نے آیت استخلاف کے ضمن میں بیان فرمایا ہے۔ بھلا اگر سیدنا حضرت فضل عمر اپنے عقائد کا اظہار اپنے مُریدین میں نہیں کرتے۔ تو آپ لوگوں کو کسطرح خبر ہو جاتی ہے۔ شائد آپ استراق السمع سے اس کا سُراغ لگاتے ہوں۔ بہرحال آپ کا پیش کردہ تشحیذ الاذہان والا حوالہ ہی آپکے اس مغالطہ کی تردید کے لئے کافی ہے۔ اب مولوی صاحب کی بحث مسئلہ وراثت انبیاء کی کیفیت سُنئے۔

وراثتِ انبیاء پر امیر پیام سے گفتگو

۲۰ مئی کو جو میں مسجد احمدیہ میں مولوی محمد علی صاحب کے درس میں جا شامل ہُوا۔ تو آگے مولوی محمد علی صاحب وراثت انبیاء کے مسئلہ کو بیان کر رہے تھے۔ یہ ذکر شروع تھا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کوئی اپنی وراثت پیچھے نہیں چھوڑی۔ اور ایک حدیث اس کے ثبوت میں پڑھ رہے تھے۔ کہ "نحن معاشر الانبیاء" الخ یعنی آپنے فرمایا ہے کہ نبی وراثت لیتا ہے نہ کسی کو چھوڑتا ہے۔ اور اسبات پر بڑا زور دیا جارہا تھا کہ چونکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک کامل نمونہ دنیا کے سامنے پیش کرنا تھا۔ اس لئے آپنے کوئی مال وراثت کا پیچھے نہ چھوڑا۔ حتےٰ کہ چند درہم جو گھر میں تھے اُس وقت بھی منگا کر بانٹ دے دئے۔ میرا کوئی ارادہ ایسا کرنے کا نہ تھا۔ لیکن اس وقت کچھ یوں ہی مجھے خیال آگیا۔ میں نے کہا۔ مولوی صاحب نبی جو ایک نمونہ دنیا میں پیش کرتے ہیں تو اُن کی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ میری قوم اس نمونہ کی اتباع کرے کم از کم انہوں نے مجھے مان لیا ہے وہ تو میرے قدم بقدم چلیں۔ اور اس میرے نمونہ کی پیروی کریں۔ لیکن اس وقت اس نمونہ کے برخلاف نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی قوم چل رہی ہے۔ اور اس کے برخلاف عمل کرنے کو عین شریعت سمجھتی ہے اسکی مجھے سمجھ نہیں آئی۔ آپ مجھے سمجھا دیویں۔ مولوی صاحب نے کہا کہ اس سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مراد نبیوں کا مگروہ ہے یعنی نبی کوئی وراثت نہیں چھوڑتے اور نہ لیتے ہیں۔ میں نے کہا کہ قرآن شریف سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبیوں کی بھی وراثت ہوتی ہے جیسے حضرت ذکریا فرماتے ہیں۔

فهب لی من لدنك ولیا یرثنی ویرث من آل یعقوب

اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ نبیوں کی وراثت ہوتی ہے اور ان کی اولاد کو انکی وراثت لینے سے کوئی ممانعت نہیں ہوتی۔ مولوی صاحب نے کہا کہ اس وراثت سے مُراد وراثت علم اور نبوت ہے نہ کہ ظاہری مال روپیہ اور زمین وغیرہ میں نے کہا کہ دوسری جگہ میں آیا ہے کہ ورث سلیمٰن داؤد یعنے سلیمان نے داؤد کی وراثت لی۔ وہاں نبوت علم اور سلطنت سب کچھ لیا۔ مولوی صاحب نے کہا۔ اس سے نبوت علم اور حکومت مُراد ہے۔ میں نے کہا کہ مولوی صاحب خزانہ اور ملک فوجیں اور مکان وغیرہ یہ حضرت سلیمان نے نہیں لیا تھا تو مولوی صاحب نے کہا کہ باقی بیٹے جو حضرت داؤد کے تھے انہوں نے مال کو کیوں نہیں تقسیم کیا۔ میں نے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ ہمیشہ سے یہ قاعدہ ہے۔ بادشاہ کے دس بیٹے ہوں تو ان میں سے ایک ہی تخت پر بیٹھتا ہے۔ باقی جو ہوتے ہیں انکو اپنے قاعدہ کے مطابق کچھ دیدیا جاتا ہے یہ نہیں ہوتا کہ سب کے سب ایک مرتبہ تخت پر بٹھائے جائیں۔ اور آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ باقی بیٹے جو حضرت داؤد کے تھے۔ انکو کیا دیا گیا تھا کہ نہیں ہم کچھ نہیں دیتے۔ اس واسطے کہ تمہارا باپ نبی تھا۔ اور اسکی وراثت تم پر حرام ہے۔ مولوی صاحب نے غصہ میں آکر کہا کہ پھر آپ حدیث شریف کا انکار کر دیویں۔ میں نے کہا کہ حدیث شریف کا تو میں انکار نہیں کرتا لیکن اتنا عرض کر دیتا ہوں کہ جو مطلب آپ حدیث شریف کا بیان کر رہے ہیں وہ غلط ہے۔ مولوی صاحب نے کہا کہ صحابہ کرام کے درمیان بھی اسی طرح اجماع ہوئے ہیں۔ ایک تو نبی کریم کی فوتیدگی پر حضرت ابابکر صدیق نے ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل کھڑے ہو کر پڑھا۔ اور دوسرا اجماع اُسوقت ہوا ہے۔ جبکہ بی بی فاطمہ نے باغ فدک کا جھگڑا پیش کیا۔ تو حضرت ابابکر نے یہ حدیث شریف نحن معاشر الانبیاء الخ پڑھی۔ دونوں موقعہ پر سب صحابہ نے جمع تھے۔ اور دونوں موقعوں پر سب صحابہ نے متفق ہو کر اسبات کو تسلیم کر لیا۔ اب آپ کہہ دیویں کہ حدیث جھوٹی ہے۔ اور نعوذ باللہ حضرت ابوبکر نے جھوٹ بولا ہے۔ میں نے کہا کہ پھر آپ قرآن شریف کی ان آیتوں کا جو میں نے پیش کی ہیں۔ انکار کر دیں۔ اتنے میں مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا۔ مولوی صاحب نے کہا کہ نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ ہمارے پیچھے پڑھ سکتے ہیں میں نے کہا کہ میاں صاحب نے آپ لوگوں کو پیچھے نماز پڑھنے سے منع نہیں فرمایا۔ درمیان میں نماز پڑھ سکتے ہیں اگر آج ہی حضرت میاں صاحب خلیفہ ثانی آپکے پیچھے نماز پڑھنے سے نہیں منع کر دیں۔ تو پھر ہم آپکے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتے۔ خیر نماز پڑھنے کے بعد پھر اسی مسئلہ پر گفتگو شروع ہو گئی۔ مولوی صاحب نے کہا۔ آیت شریف کا مطلب میں بیان کرتا ہوں آپ حدیث شریف کا مطلب آپ بیان کریں۔ میں نے کہا بہت اچھا مولوی صاحب نے آیت شریف کا مطلب بیان کیا کہ وراثت سے نبیوں کا علم اور نبوت مُراد ہے۔ حدیث شریف کا مطلب میں نے بیان کیا کہ ہم کوئی اپنی وراثت نہیں چھوڑتے۔ اس سے مُراد حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اپنی ذات مُبارک تھی۔ تمام نبی۔ مولوی صاحب نے کہا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ آپ کہاں سے لاد لیتے ہیں۔ کُن فرع کا صیغہ ہے۔ یعنے جب کہ ہم کا لفظ تو آپ بھی اپنے اوپر بول لیتے ہیں۔ مثلاً ہم کام نہیں کرتے یا ہم نہیں جاتے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس وقت کوئی جماعت مُراد نہیں ہوتی۔ فقط آپ کا اکیلے ہی مطلب ہوتا ہے اور اس حدیث شریف کا مطلب قرآن شریف کے رُو سے اس کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا کہ حضرت سلیمان نے اپنے باپ کا ملک۔ سلطنت۔ خزانہ سب کچھ لیا۔ اور وراثت کے رنگ میں لیا اس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اور حدیث شریف قرآن مجید کے ماتحت ہونی چاہیئے۔ اس لئے اس سے مُراد نبی کریم نے اپنی ذات مبارک کو ہی لیا ہے۔ بس ٭

شاہِ شطرنج کے وزیر پیادے

درمیان میں دو سترے جو مولوی صاحب کے متبعین وہاں موجود تھے۔ وہ بھی آزادی سے موقعہ بے موقعہ بول پڑتے تھے چنانچہ سوز خدا بخش صاحب مصنف عسل مصفّٰے درمیان میں بولے مجھے کہنے لگے۔ محمد ہری صاحب آپ بات کچی نہ کریں مومن کا کام ہے کہ بات کچی کرے۔ یعنے کہا مرزا صاحب نے جو کچی بات کہی ہے وہ مجھ بتا دیویں۔ میں ابھی چھوڑ دیتا ہوں۔ لیکن آپ کو یاد ہے جو عسل مصفّٰے آپ نے جناب مولوی صاحب خلیفہ اوّل کی زندگی میں آپ کے حق میں کہا۔ مبالغہ آمیز باتیں کہی تھیں جب کہ آپ ہوگرا سکی ذد خفگی کا وقت آیا۔ اور وہ لفظ ہی دیکھو گئے تو خلیفہ ثانی کا حکم ہوا۔ کہ اعلان کر دو کہ یہ کتاب پڑھنے کے لائق نہیں ہے اسکو ہماری جماعت کے لوگ مت خریدیں تو اُس وقت میں بھی قادیان میں تھا۔ آپ کا غذا ور قلم دوات ہاتھ میں لئے ہوئے اِسطرح اضطراب کی حالت میں گلیوں میں دوڑ رہے تھے کہ دیکھنے والا حیران ہو جاتا تھا۔ اور آپ یہ کہتے تھے کہ میں ابھی بیچ میں سے ورق نکالدیتا ہوں۔ مینے پروف نہیں دیکھا۔ کاتب کی غلطی ہے۔ یہ ہے وُہ ہے اور بہت سے حیلے آپ بنا رہے تھے۔ اور اسی لئے آپ کو تکلیف ہوئی کہ وہ بات کچی تھی۔ ورنہ آپ اسقدر کیوں گھبراتے اسکو کچی بات کہتے ہیں ٭

بیس شطرنج

اسپر مرزا خدا بخش جوش میں آکر کہنے لگے۔ آپ کو کیا پتہ ہے۔ آپ کیا جانتے ہیں آپ کو علم نہیں ہے۔ وہ کاتب کی غلطی تھی۔ مینے پروف نہیں دیکھا تھا۔ مدت کے پروف پڑے ہوئے تھے۔ مینے کہا کہ مرزا صاحب اگر ایک دو لفظ کی غلطی ہوتی یا زیر زبر کی غلطی ہوتی۔ تو غلطی سمجھی جاتی۔ کیا صفحوں کے صفحے کاتب غلطی سے لکھ گیا۔ کاتب کیا وہ تو مصنف ہی بن گیا یہ کون عقلمند مانتا ہے کہ ایسے کاتب بھی دنیا میں موجود ہیں۔ جو تصنیف کا کام بھی آپ ہی شروع کر دیں۔ اور پروف اگر آپنے دیکھا نہ تھا۔ تو موسنانہ طرق یہ تھا کہ آپ کتاب ہی فروخت نہ کرتے۔ جب تک اپنا اطمینان نہ کر لیتے۔ کیا آپ دُنیا کو دھوکا میں ڈالنا چاہتے تھے۔ اور یہ عمل جاریہ پیچھے چھوڑ چلے تھے۔ مومن بڑا محتاط ہوتا ہے۔ اسپر مرزا خدا بخش تو خاموش ہو گئے ٭

شطرنج کے پیادے

پھر دوسرے اصحاب شروع ہو گئے ایک نے بڑا شور مچایا کہ میں جواب دیتا ہوں تو مینے کہا کہ ان کا بھی جواب سُن لو۔ لیکن بہت سے اصحاب بول پڑے۔ اور شور مچ گیا۔ آخر اس نے مجھے مخاطب ہو کر کہا کہ آپ جھوٹ بول رہے ہیں۔ اور میاں صاحب کی خاطر تم جھوٹ بولنا بھی جائز سمجھتے ہو۔ مینے ان کو تو جواب نہ دیا۔ مگر مولوی محمد علی صاحب کو مخاطب کر کے کہا کہ:۔

مجلس امیر المنکرین میں مامورین کا طرز گفتگو

مولوی صاحب یہ جماعت آپنے تیار کی ہے۔ آپ کی فرمانبرداری اور آپ کی عظمت اور آپکے درس شریف سے جو انہوں نے تہذیب اور تزکیہ نفس حاصل کیا ہے۔ اس کا یہ نمونہ پیش کر رہے ہیں۔ مولوی صاحب نے کہا کہ میر قاسم علی صاحب اور شیخ یعقوب علی صاحب میاں صاحب کے مُرید نہیں یا ہیں۔ وہ جسطرح کرتے ہیں اور جو تہذیب دکھاتے ہیں وہ بھی آپ کو یاد ہے۔ مینے کہا کہ حضرت خلیفہ ثانی موجود ہوں۔ اور کسی کو مخاطب ہو کر کچھ فرما رہے ہوں اور سب جماعت موجود ہو۔ اور میر قاسم علی صاحب اور شیخ یعقوب علی صاحب بھی موجود ہوں۔ پھر آپ دیکھیں کہ کوئی بولتا ہے مگر مولوی صاحب یہ سب آزادی کا نتیجہ ہے ٭

فرزین شطرنج

پھر ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب فرمانے لگے۔ کہ اس شخص کا دماغ صحیح نہیں ہے جسنے ایسا فضول لفظ بولا ہے۔ مینے کہا شاہ صاحب میں تو جتنے خلافت سے الگ ہوئے ہیں۔ انہیں سے کسی کا دماغ بھی صحیح نہیں سمجھا۔ اسپر ڈاکٹر صاحب کو جوش آیا۔ لیکن وہ میرے پُرانے بے تکلف اور مہربان ہیں۔ اس لئے بات نہ بڑھی

شاہِ شطرنج کی پُرانی چال

غرض مولوی محمد علی صاحب نے فرمایا۔ چودھری صاحب اسبات کو جانے دیجئے ایک اور بات میں آپ سے پوچھتا ہوں آپ ان لوگوں کو جنھوں نے مرزا صاحب کی بیعت نہیں کی۔ اور وہ مرزا صاحب کو سچا مانتے ہیں۔ ان کو کافر سمجھتے ہیں۔ مینے کہا کہ آپ فرضی باتیں پوچھتے ہیں۔ ان کا جواب میں نہیں دیسکتا۔ ہاں ایسا شخص اگر موجود ہو تو میں اُسکے سامنے مرزا صاحب کا دعوے پیش کروں۔ پھر اگر وہ سچا مانتا ہو۔ اس کے بعد میں پھر جواب دوں گا۔ تو اتنے میں ایک حافظ فضل احمد جو شاید گجرات کے ہیں یا جہلم کے وہ بولے کہ ایک غیر احمدی صاحب آپ کے پیچھے بیٹھے ہیں۔ ان سے پوچھو۔ وہ اچھا معزز آدمی معلوم ہوتا تھا۔ اور انکی ہاں میں ہاں بھی ملاتا تھا۔ اور اسی امید پر انہوں نے مجھے انکی طرف متوجہ کیا۔ مینے مولوی محمد علی صاحب سے پوچھا کہ ان سے پوچھوں۔ مولوی صاحب نے کہا پوچھو۔

شاہِ شطرنج کو مات

مینے ان کو پوچھا کہ آپ مرزا صاحب کو جانتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہاں میں جانتا ہوں۔ مینے کہا کہ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ مرزا صاحب کا کیا دعوے ہے۔ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ میں وہ ہوں کہ جس کا تیرہ سو برس سے انتظار تھا کہ حضرت عیسٰی آسمان پر سے اُتریں گے۔ اور امام مہدی جس کا انتظار شیعہ سُنی سب کر رہے ہیں وہ میں ہوں میں وُہ ہوں کہ جسکی نسبت رسُول اللہ نے فرمایا کہ جسکو وہ ملے وہ اُسکو میرا السلام علیکم کہے۔ میں ہوں کہ جس کی نسبت رسول اللہ نے فرمایا کہ سب مومنوں پر اسکی اتباع واجب ہے۔ میں وُہ ہوں جو آخرین منہم لما یلحقوا بہم کا مصداق ہوں۔ میں وُہ ہوں جس کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے نبی اللہ فرمایا ہے۔ میں وُہ ہوں جسکی نسبت تمام نبیوں نے پیشگوئیاں کی ہیں۔ کیا آپ مانتے ہیں کہ مرزا صاحب کا یہ دعوٰی سچا ہے؟ کچھ دیر کے بعد انہوں نے کہا کہ یہ آپ مولوی محمد علی صاحب سے ہی پوچھیں۔ مینے مولوی محمد علی صاحب کو کہا کہ یہ تو انکار کرتا ہے۔ مولوی صاحب نے کہا مینے کب آپ کو کہا تھا کہ ان سے پوچھو۔ آپ کو تو حافظ صاحب نے کہا تھا مینے کہا نعوذ باللہ مولوی صاحب مینے تو آپ سے پوچھ لیا تھا ورنہ مجھے کیا ضرورت تھی سر کھپانے کی۔ مولوی صاحب نے کہا۔ کہ میاں غلام فرید صاحب چاچڑاں والے نے مرزا صاحب کو مانا ہے۔ اور بیعت نہیں کی مینے کہا کہ انکو پھر یہاں لاؤ۔ میں ان سے پوچھوں۔ مولوی صاحب نے کہا وہ تو فوت ہو گئے ہیں۔ مینے کہا کہ پھر میرے سامنے کوئی زندہ لاؤ۔ جس سے میں پوچھ لوں بعد میں کچھ عرض کروں گا۔ اتنے میں فوجی بج گئے۔ پانچ بجے سے لیکر نو بجے تک یہ گفتگو ہوتی رہی۔ مجھے گاڑی پر جانے کا فکر تھا۔ میں اُٹھ کر تیار ہو گیا۔ تو مولوی صاحب نے کہا کہ ایک بات اور مینے آپ سے پوچھنی ہے۔ وہ مجھے بتا دیں ٭

(باقی دارد)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کسرِ صلیب

حضرت عیسیٰؑ کے حواری تھوما کی قبر ہندوستان میں

گذشتہ سے پیوستہ

نمبر (۷)

چالیس کتابوں میں سے سات کتابوں کے حوالے اور واقعے ہم پچھلے نمبر میں دے چکے ہیں۔ اب اور کتابوں کے نام لکھے جاتے ہیں۔ جن میں ہمچو قسم تذکرے درج ہیں۔

(۸) پونتیس انجیس۔ مصنفہ مسٹر فلپس۔ مطبوعہ لنڈن ۱۷۲۰ء میں لکھا ہے۔ وے نکاح کرتے تھے۔ (رومن کیتھالک پادریوں کی طرح مجرد نہ رہتے تھے)۔ اس بات کے قائل نہ تھے۔ کہ مسیح ہر جگہ حاضر ناظر ہے۔ کیونکہ وہ مسیح کی الوہیت کے منکر تھے)۔ ان کی عبادتوں میں گانا بجانا نہ ہوتا تھا۔ نہ کوئی مورتیں رکھی جاتی تھیں نہ وہ اولیاء سے دعائیں مانگتے تھے۔ نہ گرجوں میں کوئی مقدس پانی رکھا جاتا تھا۔ نہ وہ پوپ کو جانتے تھے۔ اور نہ ان کے درمیان راہب ہوتے تھے، صفحہ ۱۵

باوجود ان سب باتوں کے وہ عیسائی تھے۔ اور عیسائی کہلاتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اصل عیسائی مذہب وہی تھا جو ان لوگوں کے درمیان تھا۔ اور تمام بدعات سے پاک اور صاف تھا۔

Thirty-four conferences by Mr. Phillips - London 1720

(۹) رسالہ قدیم ہندوستان جلد ۶ مطبوعہ ۱۸۷۵ء

Indian Antiquary Vol VI. 1875

(صفحہ ۳۱۳) تھوما کے عیسائی۔ جن کو سیریاء کے عیسائی بھی کہتے ہیں۔ انکی تحریری تاریخ سریانی زبان میں اُن کے پادریوں کے پاس اب تک موجود ہے۔

(۱۰) رسالہ انڈین اینٹی کوری جلد ۱ صفحہ ۱۹۵ و ۲۲۹

(۱۱) رسالہ انڈین اینٹی کوری جلد ۲۔ صفحہ ۲۷۳

(۱۲) رسالہ انڈین اینٹی کوری جلد ۳۔ صفحہ ۳۰۸ و ۳۳۳

(۱۳) رسالہ انڈین اینٹی کوری جلد ۴ صفحات ۱۵۳-۱۸۱ و ۳۱۱

(۱۴) رسالہ انڈین اینٹی کوری جلد ۵۔ صفحہ ۲۵۔

(۱۵) سیاحت نامہ فرائر میں تھوما۔ اور تھوما کے پہاڑ اور اُس پر صلیب کا ذکر ہے۔

Fryers Travels -

(۱۶) رسالہ ایشیاٹک ریسرچز۔ جلد سات۔ صفحہ ۳۶۴

(۱۷) رسالہ ایشیاٹک ریسرچز۔ جلد دس صفحہ ۳۴۲

(۱۸) رسالہ ایشیاٹک ریسرچز۔ جلد تیرہ صفحہ ۱۱۵

(۱۹) مشرقی کتب کا مخزن۔ مطبوعہ روم۔ ۱۷۱۸ء۔ اس کتاب میں دس بڑے صفحات میں تھوما حواری کے ہندوستان آنے شہید ہونے۔ میلاپور میں دفن ہونے اور تب سے وہاں عیسائیت کے قیام کا ذکر ہے۔

Biblotteca Orientalis - Rome 1728

(۲۰) بشپ پارٹس (Bishop Partus) نے جو ۱۷۲۲ء میں ہوا ہے۔ تھوما حواری کے ہندوستان آنے اور شہید ہونے اور یہیں ہونے کا ذکر اپنی کتاب میں کیا ہے۔

(۲۱) کوہ کاروی نوکے پادری جان صاحب نے ۱۲۹۲ء میں تھوما کا تمام ذکر ہندوستان آنے شہید ہونے اور دفن کیے جانے کا لکھا ہے۔

Friar John of monte Corvino 1292

(۲۲) Anglo-saxon Chronicle Bohn's Series

تاریخ اینگلو سیکسن۔ جس میں یہ تذکرہ مفصل ہے۔ کہ کس طرح شاہ الفریڈ نے اپنا نذرانہ اور چڑھاوا تھوما۔ اور بارتھولومیو مسیح کے دو حواریوں کی قبر پر ہندوستان بھیجا۔ اس سے اور بعض دیگر روایتوں سے ایسا ثابت ہوتا ہے۔ کہ نہ صرف تھوما۔ بلکہ بارتھولومیو حواری بھی ہندوستان آیا تھا چنانچہ

(۲۳) کتاب دی اپاسٹولک اورجن۔ مصنفہ فلیبوس مطبوعہ مدراس ۱۹۰۴ء

The Apostolic Origin and Early History of the Syrian Church of Malabar by A. philipose M. A. Madras 1904

کے صفحہ ۲۰ میں لکھا ہے۔ کہ یوسی بی اس کی روایت کے مطابق بارتھولومیو حواری ہندوستان آیا تھا۔ اور ہو سکتا ہے۔ کہ وہ تھوما کے پیچھے پیچھے آیا ہو۔ ملاحظہ ہو۔ یوسی بی اس کی تاریخ کلیسیا۔ صفحہ ۹۴۔ مطبوعہ لنڈن ۱۷۲۹ء

Eusebius "Ecclesiastical History. P. 94 - Translated by Mr. Parker Third Edition, London, 1729

(۲۴) کتاب کرسچین ٹاپوگرافی مصنفہ کاس ماس کے صفحہ ۱۱۸ میں لکھا ہے کہ کاس ماس نے ۵۲۲ء میں تھوما حواری کے عیسائیوں سے مالابار میں ملاقات کی۔

"Christain Topography by Cosmas in the Haelyat Society's Publication.

(۲۵) انجیل اعمال تھوما۔ میں یہ سارے واقعات ابتداء سے لکھے چلے آتے ہیں۔ اور یہ کتاب سلسلہ قبل نائسین میں ۱۶ پر چھپ چکی ہے۔

"The Acts of Thomas" - in Ante-Nicene Christain Library Vol. XVI.

(۲۶) ڈاکٹر رائے نے ایک مفصل کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے سریانی کلیسیا ہندوستان میں۔ اُس میں بھی یہ واقعات درج ہیں۔

Dr. Rae's "Syrian Church in India"

(۲۷) ہنٹر صاحب نے اپنی تاریخ ہند کے باب ۹ صفحہ ۲۸۴ میں ان واقعات کا ذکر کیا ہے۔ گو اُنکے نزدیک یہ عیسائی تھوما کے کیے ہوئے نہیں۔ بلکہ کسی عیسائی ملک سے آکر یہاں آباد ہو گئے لیکن اسقدر روایات اور شہادتوں کو بے دلیل معقول کے جھٹلانا درست نہیں ہے۔

Sir W. Hunter's Indian Empire.

(۲۸) سفرنامہ مارکوپولو کی جلد ۲ کتاب ۳ میں اسکا مفصل ذکر ہے

Col. Yule's "Marco Polo" Vol. II. Bk. III. ch. xx iii.

(۲۹) رسالہ "دی منتھ" بابت اگست ۱۹۱۲ء میں ایک مضمون مشرق میں عیسائیت پر ہے۔ اُسمیں بھی یہ ذکر ہے۔

The month August 1912: "Christainity in the East."

(۳۰) رسالہ دی انڈین ریویو۔ بابت جولائی ۱۹۱۲ء میں مالابار کی قدیم عیسائیوں پر ایک مضمون میں درج ہے۔

The Indian Review, July 1912: "The Syrian church in Malabar"

(۳۱) جرنل آف ایشیاٹک سوسائٹی جلد ۱ صفحہ ۱۷۱ مطبوعہ لنڈن ۱۸۳۳ء میں یہ ذکر مفصل ہے۔ کہ قدیم آبائے یسوعیین نے تھوما کے ہندوستان آنے اور شہید ہونے کی تصدیق کی ہے۔

(۳۲) کتاب ہسٹوریا انڈیکی مطبوعہ وینس ۱۵۸۹ء میں بحوالہ پادریاں پطرس۔ پری۔ اور مے فیوس تھوما کے ہند میں آنے کا مفصل تذکرہ ہے۔

Historia Indiae lib. 8. P. 31 Venice, 1589

(۳۳) ہندوستان کے امپیریل گزیٹیر میں پرانی یادداشتوں اور کتبوں کے حوالے پر اسکی تصدیق کی گئی ہے۔

Imperial Gazeteer of India Vol. II. P. 556 — Oxford 1907.

(۳۴) پادری ڈاکٹر میڈلی کاٹ نے حال میں ایک نہایت مفصل کتاب اس مضمون پر لکھی ہے۔ یہ کتاب لنڈن میں ۱۹۰۵ء میں چھپی ہے۔

Dr. Medlycott "India and the Apostle Thomas" Londen, 1905

(۳۵) ایسا ہی ایک نوجوان مسٹر پنجی کارن ایم۔ اے نے ایک کتاب بنام سیرین چرچ لکھی ہے۔

The Syrian Church in Malabar by Joseph C. Panji Karan M.A. Trichinopoly 1914

جبکہ میں مدراس میں تھا۔ تو مدراس کے ایک اخبار میں میری تلاش ممبران سیرین چرچ کا ذکر دیکھ کر ٹرائی ونڈرم کے ایک تھوما کے عیسائی بنام ٹامس کے پی نے اپنے خط کے ساتھ مجھے یہ کتاب تحفۃً بھیجی تھی۔ خدا اُسے جزائے خیر دے۔

(۳۶) Turner's History of Anglo Saxons —

تاریخ انگلوسیکسن مصنفہ ٹرنر صاحب۔

(۳۷) جرنل آف رائل ایشیاٹک سوسائٹی اپریل ۱۹۰۵ء۔

(۳۸) کرسچین ری سرچز ان ایشیا مصنفہ بوکینن۔

Christain Researches in Asia by Claudius Buchanan

(۳۹) تاریخ سلطنت زوال روم مصنفہ گبن۔

Gibbon's Decline and fall of the Roman Empire

(۴۰) پرتگالی تحقیقات اور مشن مطبوعہ لنڈن ۱۸۹۳ء

Portugese Discoveries, Dependencies and Missions — London 1893

کتابیں تو اور بھی بہت ہیں۔ مگر میں سردست چالیس کی مکمل تعداد پر اکتفاء کرتا ہوں۔

یہ خیال رہے۔ کہ میں نے بعض ایسی کتابیں بھی لکھ دی ہیں۔ جن میں یہ تو تسلیم کیا ہے۔ کہ تھوما ہند میں آیا تھا۔ مگر جنوب میں نہیں۔ شمال میں آیا تھا۔ یا بالکل نہ آیا تھا۔ یہ بعض نئے قیاسات ہیں۔ آگے چلکر میں اسپر بھی کچھ بحث کرونگا۔

نمبر (۸)

تھوما پہاڑ پر مسیح ثانی کا ایک غلام

تھوما حواری کے ہندوستان میں آنے اور شہید ہونے اور میلاپور میں دفن ہونے وغیرہ کے متعلق ہم چالیس کتابوں کے حوالے دے چکے ہیں۔ نیز تھوما کی قبر کے دیکھنے کا مفصل بیان نمبر (۳) میں ہو چکا ہے۔ اب ہم اس پہاڑ کے دیکھنے کا ذکر کرتے ہیں۔ جو آج تک تھوما کے نام سے مشہور ہے۔ اُسے سینٹ ٹامس مونٹ کہتے ہیں۔

St. Thomas's Mount

کہتے ہیں۔ یہ ایک چھوٹی سی پہاڑی شہر مدراس سے ۹ میل کے فاصلہ پر ہے۔ وہاں ریل جاتی ہے۔ میں ایک دن اُسکے دیکھنے کے واسطے گیا۔ صبح کا وقت تھا۔ پہاڑی میں سے اوپر چڑھنے کے واسطے ایک لمبی سڑک پتھر کے زینوں کی بنائی گئی ہے۔ جس کا نمونہ دولت آباد قلعہ میں۔ یا بنارس کے گھاٹ پر ایک حد تک دکھائی دیتا ہے۔ میں اُسپر اکیلا ہی چڑھتا۔ کوئی اور میرے ساتھ نہ تھا۔ قلب میں دعا کی تحریک ہوئی من جملہ اور دعاؤں کے میں نے جناب باری میں عرض کی کہ یا الٰہی حضرت مسیح ناصری کا ایک حواری یہاں آیا۔ مخالفین نے اُسے قتل کیا۔ وہ شہید ہوا۔ میں بھی تیرے مسیح کا ایک غلام ہوں پر کون مسیح۔ **مسیح محمدی**۔ تو مجھے اپنے فضل سے کامیاب اور فتح یاب کر۔ یہ دعا کرتا ہوا۔ میں اوپر پہنچا۔ پہاڑی پر ایک گرجا بنا ہوا ہے۔ جو بند تھا۔ اور کوئی شخص وہاں نہ تھا۔ اُسکے گرد گھومتے ہوئے ایک مدراسی عورت مجھے ملی۔ اس نے بتلایا کہ تھوڑی دیر میں گرجا کھولا جائیگا۔ گرجا کے کھلنے کے انتظار میں میں وہاں بیٹھ گیا۔ اتنے میں پانچ نوجوان جو شکل وصورت سے مسلمان معلوم ہوتے تھے۔ وہاں آ گئے۔ میں نے انکو اپنے پاس بٹھا لیا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ قریب کے ایک گاؤں میں، جو سمندر کے کنارے پر ہے ماہی گیر ہیں۔ اور بطور تفریح کے یہاں آ گئے ہیں۔ میں نے سمجھا کہ خدا تعالیٰ نے انکو میرے واسطے بھیجدیا ہے۔ تب میں نے انکو تبلیغ شروع کی۔ وہ قادیان کے نام تک سے بھی ناواقف تھے۔ انکو حضرت نبی اللہ مسیح موعود اور مہدی مسعودؑ کے تمام حالات مفصل سنائے گئے۔ اللہ تعالےٰ نے انکے دلوں کو قبول ایمان کے واسطے انشراح صدر عطا کیا۔ اور وہ عاجز کے ہاتھ پر بیعت توبہ کر کے داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے یہاں مجھے

پانچ نومبائعین

عطا فرمائے۔ بعد بیعت انہوں نے اپنی ٹامل زبان میں ایک کاغذ پر درخواست بیعت لکھ دی۔ جو مع تلفظ و ترجمہ درج ذیل کیجاتی ہے۔ احباب دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ اُن کو استقامت عطا کرے۔ اور انہیں ایک بڑی جماعت احمدیوں کی بنائے۔

[illegible]
முப்தி முஹம்மது ஸாதிக் சா
ஹிப் என்கிற வெளி [illegible]
மஹாம் கண்டோம் [illegible]
[illegible]
நாம் [illegible] பெரும் [illegible]
[illegible]
[illegible] பெரில் [illegible]
ல் மஸிஹா ஸாஹிபிடம் [illegible]
ா கேட்டுக்கொண்டோம் [illegible]
[illegible]
ா செய்யவேணும்
இப்படிக்கு
முஹம்மது இஸ்மாயில்
முஹம்மது [illegible]
வேதக் காஜாமுஹியித்தீன்
வேதக் காபூ ஸாஹிப
[illegible] 1918

اندرے دم مولوی محمد صادق صاحب، جنکے پاؤ کر میں نام کنڈم آج کا روز

ام مہدی صاحب، اتم مسیح صاحب ناڈ اودڈی کے حلے سقار

نام ادی ایرکنڈ دم اتم مولوی صاحب کٹی میں بہت تو

سئے اتم تانگل ینگ ملک دعا سی انگل یہ حضرت محمود احمد صاحب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خلیفۃ المسیح۔

محمد اسمٰعیل۔ محمد نظام الدین صاحب۔ شیخ خواجہ محی الدین
شیخ صابر صاحب۔ شیخ امیر صاحب

۹۔ دسمبر ۱۹۱۵ء

اسکا مطلب یہ ہے کہ مولوی محمد صادق سے ہم کو سب حال مسیح موعود مہدی کا معلوم ہوا اور ہم مولوی صاحب کے ہاتھ پر بیعت توبہ کرکے احمدی ہوئے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں درخواست دعا کی۔

جب یہ کاغذ لکھا جا چکا تو اُسی وقت ایک بوڑھی نن (تارکہ) آئی۔ اور اُس نے گرجا کھولا۔ گویا کہ وہاں اتنی دیر اُن لوگوں کو احمدی بنانے کے واسطے ہوئی تھی۔ اور یہ ایک فتح عظیم تھی جو اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل سے عطاء فرمائی۔ بوڑھی نن صاحبہ نے گرجا دکھایا۔ اور وہ پتھر دکھایا جس پر تھوما حواری شہید ہوئے تھے۔ وہ پتھر گرجے کی سامنے کی دیوار میں نصب ہے۔ اور اُس پر صلیب بنائی گئی ہے۔ اور کچھ الفاظ لکھے ہیں۔ غالباً یہ سب کچھ بعد میں بنایا گیا ہے۔ پتھر پر جو الفاظ لکھے ہوئے ہیں۔ وہ کسی بہت ہی پرانی طرز تحریر میں ہیں۔ اُس کا ترجمہ آگے چلکر میں ہدیہ ناظرین کروں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ گرجا کے دیکھنے کے بعد میں نن صاحبہ کے ساتھ مذہبی گفتگو شروع ہوگئی۔ جو انگریزی زبان میں تھی۔ اُس نے افسوس ظاہر کیا۔ کہ آپ مسیح کو قبول نہیں کرتے۔ میں نے اُسی کے الفاظ کو دہرا کر اُس پر افسوس ظاہر کیا۔ کہ آپ مسیح کو قبول نہیں کرتے۔ وہ کہے میں تو قبول کرتی ہوں۔ آپ نہیں کرتے۔ میں کہوں میں تو کرتا ہوں آپ نہیں کرتے۔ آخر اُس نے پوچھا اچھا میں کیسے نہیں کرتی۔ تب میں نے اُسے سُنایا اور سمجھایا کہ مسیح دوبارہ دنیا میں آگیا۔ جو اُسکو نہیں مانتا وہ پہلے مسیح کا بھی منکر ہے۔ کیونکہ اگر وہ ماننے والوں (ایمانداروں) میں ہوتا تو وہ اِس مسیح کو ضرور قبول کرتا۔ اللہ تعالیٰ کے مامور ین مرسلین کا دنیا میں نمودار ہونا۔ اہل دنیا کے واسطے ایک امتحان ہوتا ہے۔ جو کہتے ہیں کہ اگر پہلوں کے زمانے میں ہوتے تو اُنکو ضرور قبول کرتے اور اُن کی ایسی ایسی خدمتیں بجالاتے۔ پس خدا اُنکے دعووں اور خیالوں کی آزمائش کے واسطے انہیں اپنا ایک رسول بھیجتا ہے۔ اور اُسکے ذریعے سے لوگوں کو حکم کرتا ہے۔ کہ اسے قبول کرو۔ جو اُسے قبول کرتا ہے۔ وہ پاس ہو کر سب کا قبول کرنے والا سمجھا جاتا ہے۔ جو اسکا انکار کرتا ہے۔ وہ سب کا منکر اور کافر قرار دیا جاتا ہے۔ اِسپر نن صاحبہ نے مسیح کی آمد ثانی کے طریق پر کچھ گفتگو چاہی تب الیاس کی قوت و تاثیر میں یوحنا کا آنا پیش کیا گیا جسکا جواب اُس سے بن نہ پڑا۔ یہ دوسری فتح تھی جو اللہ تعالیٰ نے مجھے اُس پہاڑی پر حضرت فضل عمر کی دعاؤں کے ثمرہ میں فرمائی۔ نئے احمدی بھائی پہاڑی سے میرے ساتھ اُتر کر گاڑی تک میری مشایعت کے لیئے آئے۔ اللہ تعالیٰ انکو برکت دے۔ اور اپنی رحمت اور معرفت سے حظ وافر عطا فرماوے۔ آمین

نمبر (۹)

بعض نئے پادریوں کا اختلاف

ہندوستان میں تھوما حواری کے آنے۔ وعظ کرنے۔ شہید ہونے میلاپور مدراس میں دفن ہونے اور آج تک اُسکی قبر کے موجود ہونے کے متعلق پہلی کتابوں سے اور صدری روایتوں سے اور تاریخ مذہب مسیحی سے اور سیاحوں کے سفرناموں۔ غرض ہر ایک پہلو سے ہم ثابت کر چکے ہیں۔ اب ہم اُن نئے پادریوں کے اقوال اور قیاسات کا بھی ذکر دیتے ہیں۔ جنہوں نے یہ رائے قائم کی ہے۔ کہ تھوما حواری دکن میں نہ گئے تھے۔ بلکہ شمالی ہند میں گئے تھے۔ یا یہ کہ ہندوستان کو آنیوالے صاحب تھوما نہ تھے۔ بلکہ بارتھولومیو تھے۔ یا مرقس رسول کے بھیجے ہوئے مبلغ تھے۔ ان پادریوں کے اسماء یہ ہیں ہف۔ رائے۔ ماٹیر۔ لوگن۔ یہ سب صاحبان اٹھارھویں صدی عیسوی اخیر کے ہیں۔ اور وہ بات جو قدیم سے سب رومی اور شامی اور دیگر مقامات کے پادری بالاتفاق ایک تاریخی واقعہ کے طور پر مانتے چلے آئے ہیں۔ اور اسکے واسطے بیرونی شہادت بھی موجود ہے۔ اُسے آج چند پادریوں کے کہنے پر رد نہیں کیا جا سکتا۔ بہت بڑا زور جس بات پر یہ صاحب لوگ دیتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ بادشاہ گونڈوفاریس (Gondophares) جسکے دربار میں تھوما حواری آیا تھا۔ وہ پنجاب میں تھا۔ دکن میں نہ تھا۔

لیکن میری رائے میں اِس امر کا تسلیم کر لینا ہمارے اصل مقصد کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ جب تھوما حواری شام کے ملک سے چلکر تین چار ہزار میل کا سفر طے کر چکے تو پھر پنجاب سے مدراس پہنچ جانا۔ کچھ مشکل امر نہیں۔ بلکہ قرین قیاس بھی ہے۔ کہ تھوما حواری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نقش قدم پر روم۔ ایران۔ اور افغانستان سے ہوتے ہوئے پنجاب میں داخل ہوئے۔ اور پھر یہاں سے انہیں حضرت مسیحؑ نے بنی اسرائیل کی اُن کھوئی ہوئی بھیڑوں کی طرف بھیجا۔ یا جو دکن کے علاقوں میں رہتی تھیں۔ اور اگر ڈاکٹر راے کے قول کے مطابق تھوما عرب سے سمندر کے راستے چلکر براہ کراچی دریائے سندھ میں داخل ہو کر اس راستے سے پنجاب میں آئے۔ تب بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے آقا و مرشد کی تلاش و ملاقات کے لیئے اِس طرف عازم ہوئے تھے۔ اُس بوڑھی نن نے بھی جو تھوما کے پہاڑ پر مجھے ملی تھی۔ جس کا ذکر میں نمبر ۸ میں کر چکا ہوں مجھے بتلایا تھا کہ تھوما حواری سندھ اور پنجاب کو بھی گئے تھے۔ انجیل اعمال تھوما میں لکھا ہے۔ کہ مسیح نے خود تھوما کو اس طرف بھیجا۔ اور یہ بھیجنا بعد صلیب کے واقعہ کے ہے۔ اور پھر تھوما نے بعض بڑے آدمیوں کو عیسائی بنانے کے بعد حضرت مریم صدیقہ کے سامنے اپنے کارناموں کو دہرایا جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مریم بھی حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ ہی کشمیر گئی ہیں جیسا کہ آیۂ کریمہ وآویناھما الی ربوۃ ذات قرار و معین سے بھی ظاہر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ہم نے عیسیٰ اور اُسکی ماں مریم کو ایک ایسے اونچے مقام پر پناہ دی جو آرام کی جگہ ہے۔ اور وہاں چشمے بہت ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے۔ کہ جیسا کہ آج کل کشمیر کو جنت نظیر کہتے ہیں۔ اور وسط ہند کو زمین کی چھت کہتے ہیں (Roof of the world) ایسا ہی پہلے دنوں میں کشمیر کو کسی ایسے لفظ سے بھی تعبیر کیا جاتا ہو۔ جسکے معنے آسمان کے ہوں۔ اور اسی سے حضرت عیسیٰؑ کا آسمان کو جانا مشہور ہو گیا ہو۔ مثلاً خود انگریزی زبان میں ہیون (Heaven) کا لفظ آسمان اور جنت دونوں معنوں میں آتا ہے۔ اور کشمیر کے واسطے جنت کا لفظ تو اب تک بھی مشہور ہے

مدراس اور کشمیر میں مناسبت

یہ امر بھی قابل توجہ ہے۔ کہ مدراسیوں کی بعض باتیں کشمیریوں سے بالکل ملتی ہیں۔ شاید یہ بات اسوجہ سے ہو۔ کہ دونوں جگہ پرانے یہود بکثرت جا بسے تھے مثلاً۔ مدراسی لوگ کشمیریوں کی طرح ہمزہ نہیں بول سکتے ہیں۔ اچھے خاصے انگریزی خوان بھی "اے" کو یے اور "ایم" کو یم کہتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے۔ کہ ہر دو جگہ کی خوراک ہر دو وقت چاول ہے۔

تیسری بات یہ ہے۔ کہ مدراس کے ہندو کشمیری پنڈتوں کی طرح بالکل چھوٹ نہیں کرتے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چوتھی بات یہ ہے۔ کہ مدراسی کشمیریوں کی طرح علوم وفنون کے حاصل کرنے میں بہت ذہین اور ہوشیار ہیں۔ اور تعجب نہیں کہ حضرت مسیح خود بھی دوران سکونت کشمیر میں یا اُس سے قبل کبھی مدراس بھی گئے ہوں۔ جیسا کہ ایک زبانی روایت سے ہم کو معلوم ہوا ہے۔

غرض یہ بات کہ تھوما پہلے پنجاب میں آیا تھا۔ اور بھی زیادہ ہماری اِس رائے کی تصدیق کرتی ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام خود بھی پنجاب سے ہوکر کشمیر کو گئے تھے۔ حال میں بعض سکّے گونڈوفارس بادشاہ کے ضلع گورداسپور میں ملے ہیں جن سے قیاس کیا گیا ہے۔ کہ وہ بادشاہ کہیں اس طرف ہی تھا۔ اور تھوما یہاں ہی تھا۔ یہ بات بھی صحیح معلوم ہوتی ہے۔ اور گونڈوفارس کا لفظ بھی لفظ گورداسپور سے بہت ملتا ہے۔ اور یہ کچھ تعجب کی بات نہیں۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو بذریعہ کشف کے یہ بات معلوم ہوئی ہو۔ کہ ان کا آخری زمانہ میں بروز اور روحانی ہم نام اِسی جگہ پیدا ہونے والا ہے۔ اِسواسطے وہ اس جگہ خود تشریف لائے۔ اور پھر اپنی جائے پیدائش کے مطابق آب وہوا کا مقام اِس کے قریب ہی کشمیر میں پاکر وہیں اپنا مرکز بنا لیا۔ دکن میں جہاں بڑی بستی دیسی عیسائیوں نے اپنے لیئے بنائی تھی کا نام قائلان تھا (سفرنامہ مارکوپولو۔ یول ایڈیشن جلد ۲ صفحہ ۳۱۱) جو لفظ معلوم ہوتا ہے۔ کہ قادیان سے بگڑ کر بنا ہے۔ کیونکہ آخر وہ لوگ مسلمان تھے۔ نیک بندے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُنپر نزول مسیح کا مقام قادیان ظاہر کیا ہوگا اور اِسی کی محبت پر انہوں نے اپنی بستی کا نام بھی قادیان رکھا جو مرور زمانہ سے بگڑ کر قائلان رہ گیا۔

پس تھوما کا پنجاب میں آنا ضرور تھا۔ اور یہ دراصل حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اُن کی ماں کی ملاقات کے واسطے تھا۔ بعد میں جو علاقہ تبلیغ کے واسطے اُن کے سپرد کیا گیا۔ وہاں وہ تشریف لے گئے۔ کتاب اعمال تھوما سے بھی اس بات کی تصدیق ہوتی ہے۔ کیونکہ اُس میں لکھا ہے۔ کہ تھوما گونڈوفورس سے مس ڈس چلا گیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہی لفظ مس دس رفتہ رفتہ مدراس بن گیا ہے۔ یا مدراس سے مسداس بنا ہے۔ ہر دو صورتوں میں یہ ظاہر ہے کہ تھوما حواری عاجز راقم کی طرح گورداسپور سے مدراس گئے۔

دوسری بات اختلاف کی یہ ہے۔ کہ ہندوستان کو آنیوالے حواری بارتھولومیا تھے۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ بارتھولومیا کا آنا۔ تھوما کے آنے کے منافی نہیں ہوسکتا جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ایک خادم چودھری فتح محمد صاحب ولایت گئے تھے۔ تو اس سے یہ دلیل نہیں پکڑی جاسکتی۔ کہ قاضی عبداللہ صاحب ولایت نہیں گئے۔ یا میرا مدراس جانا اور ان تمام باتوں کا تحقیقات کرنا۔ اور یہ مضمون لکھنا اِس امر کی دلیل نہیں ہوسکتا۔ کہ حضرت مولانا المکرم سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی کبھی مدراس گئے ہی نہ تھے۔ حالانکہ مدراس کے پہلے واعظ وہی ہیں۔ جنہوں نے وہاں بڑے بڑے مناظرے کیئے اور احمدیت کے رعب کا سکّہ اُس شہر پر بٹھلایا۔ بلکہ جیسا کہ بعض مؤرخین کی رائے ہے۔ تھوما اور اُسکے بعد بارتھولومیو ہر دو صاحبان ہندوستان تشریف لائے اور ہر قسی نے بھی اپنے ایلچی بھیجے۔ اور ممکن ہے۔ کہ بعض دیگر حواری بھی آئے ہوں۔ یا انہوں نے اپنے آدمی اس طرف روانہ کیئے ہوں۔ کیونکہ خود حضرت عیسیٰؑ یہاں موجود تھے۔ اور حضرت عیسیٰؑ کے مثیل اور بروز بھی اِسی ملک میں آنیوالے تھے۔ جن پر سلام پہنچانے کی وصیت حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کی تھی۔

نمبر (۱۰)

تھوما نے غیر قوموں کو کیوں تبلیغ کی

تھوما حواری کے ہندوستان میں آنے اور اہل ہند کو تبلیغ کرنے سے ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام تو صرف یہودیوں کی اصلاح کے واسطے ایک رسول تھے۔ اور غیر قوموں کے واسطے وہ مبعوث نہ ہوئے تھے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ تھوما نے غیر قوموں کو تبلیغ کی۔ سو اِسکے دو جواب ہیں۔

(۱) ایک تو جیسا کہ اوپر ثابت کر آئے ہیں۔ جنوبی ہندوستان میں بہت پُرانے یہودی موجود تھے۔ اور اُن کو تبلیغ کے واسطے اور اُنکی اصلاح کے واسطے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تھوما کو دکن کی طرف بھیجا تھا۔ جبکہ وہ خود شمال کی طرف ملک کشمیر کے یہودیوں کو ہدایت کرنے کے واسطے چلے گئے۔

(۲) دوسری بات یہ ہے۔ کہ حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں نے شام اور روم اور دوسرے ملکوں میں بھی یہود کے سوائے اور قوموں کو آسمانی بادشاہت کی منادی کی ہے اور اِسکی وجہ یہ ہے۔ کہ دراصل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دو بڑے کام تھے۔ ایک یہ کہ یہود کو سمجھائیں۔ کہ اُنکی سخت دلی اور نافرمانی کے سبب سے اب روحانی برکات کا سلسلہ بنی اسرائیل میں سے ختم ہوتا ہے۔ اور بنی اسمٰعیل کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ اگر یہود کو اپنی خیر مطلوب ہے تو وہ آنیوالے بادشاہ نبی کو قبول کریں۔ اور برکت پاویں اُس نبی آخرزمان کے عہد حکومت کا نام حضرت عیسیٰؑ نے آسمانی بادشاہت رکھا ہے۔ اور اپنے حواریوں کو آخر میں تاکید کی ہے۔ کہ آسمانی بادشاہت کے آنے کی منادی سب قوموں میں کریں۔ کیونکہ وہ بادشاہت ساری جہان کے واسطے تھی۔ حضرت مسیح علیہ السلام بلحاظ اپنے دعویٰ اور تبلیغ کے پسند نہ کرتے تھے۔ کہ یہود کے سوائے کسی اور کے سامنے اسکا ذکر کیا جائے۔ بلکہ ایک دفعہ تو ایک شاگرد کو منع کیا کہ کسی سے ذکر نہ کرو۔ کہ مَیں مسیح ہوں ہاں اخیر میں اجازت دی ہے کہ سب قوموں میں منادی کرو۔ لیکن قوموں سے مراد بنی اسرائیل کی بارہ قومیں ہیں اور اگر غیر اقوام بھی مراد ہوں۔ تو وہ اسلیئے ہے۔ کہ آسمانی بادشاہت (شریعت اسلام) کے آنیکی خبر سب کو دیجائے۔ کیونکہ وہ سارے جہان کے واسطے ہے۔ اور ضرور ہے۔ کہ سارے جہان میں اُسکی خبر پہنچا دیجائے۔ اسی واسطے فرمایا کہ "دیکھو مَیں زمانہ کے آخر تک ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں" (متی باب ۲۸ آیت ۲۰) یہاں ترجمہ کا طرز ٹھیک نہیں۔ دراصل یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ دیکھو مَیں آخرالزمان تک تمہارے ساتھ ہوں۔ یہاں نبی آخرالزمان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف اشارہ ہے کہ اُن کی تشریف آوری تک میری پیروی تمہارے کام آویگی۔ اُسکے بعد نہیں۔ کیونکہ پھر انکو ماننا اور قبول کرنا ضروری ہوگا۔

اسجگہ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ عیسائی صاحبان کا تمام دنیا میں توریت اور انجیل کا پہنچانا۔ اور انبیاء کے کلام کی منادی کرنا اور بالخصوص مسیح کا ذکر کرنا ہمارے واسطے ایک راہ کا صاف کرنا ہے۔ جو کہ اللہ تعالیٰ ہمارے مخالفوں کے ذریعہ سے کرا رہا ہے۔ کیونکہ مسیح کا نام اور اس کا بیان ایک حد تک وہ دنیا میں لوگوں کو سُنا دیتے ہیں۔ جو لوگ مسیح کے نام سے ہی ناواقف ہوں انکو مسیح موعود کی تبلیغ کرنے میں شروع سے تمام واقعات دُہرانے پڑیں گے۔ لیکن جو شخص مسیح کو جانتا ہے۔ اُسے موعود کی بابت سمجھانے کے واسطے یہ دقّت نہیں اُٹھانی پڑے گی۔ کہ مسیح کیا ہے۔ کیونکہ مسیح

کے لفظ سے اُس کے کان آشنا ہیں۔ صرف اُسکی غلط فہمیوں کو دُور کرنا باقی ہوگا۔ اور مَیں سمجھتا ہوں۔ کہ اگر عیسائیوں کے کام میں اتنا بھی فائدہ نہ ہوتا۔ تو انہیں کبھی توفیق نہ ملتی۔ کہ اسقدر روپے اور محنت ایک غلط مذہب کے پھیلانے میں صرف کریں۔

نمبر (۱۱)

ان تمام بیانات کے نتائج

اِس امر کو بپایۂ ثبوت پہنچانے کے بعد کہ حضرت عیسیٰؑ کے حواری تھوما نام ہندوستان میں تشریف لائے اور میلاپور میں انکی قبر ہے۔ اور بعض دیگر حواری بھی ہندوستان میں تشریف فرما ہوئے۔ اب ہم چند ایک ضروری اور مفید نتائج اخذ کرتے ہیں۔

(۱) سب سے پہلا نتیجہ اِس تحقیقات کا یہ ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر مرے نہیں۔ بلکہ زندہ رہے۔ ورنہ وہ کس طرح حواریوں سے ملتے۔ اور انکو مناسب ہدایات دے سکتے تھے۔ سب سے بڑی دلیل جو یہاں حضرت مسیح کے صلیب پر نہ مرنے کی ملی ہے۔ وہ گرجا تھوما پہاڑی کے پتھر کا کتبہ ہے جسکو دیکھنے کا ذکر نمبر ۸ میں کیا گیا ہے۔ اُس کتبہ کے الفاظ کو رسالہ انڈین اینٹی کوری جلد ۳ صفحہ ۳۰۸ میں ڈاکٹر ای ڈبلیو ویسٹ (E. W. West) نے اس طرح ترجمہ کیا ہے۔

"کس نے بچایا سچے مسیح۔ بخشنے والے۔ اوپر اٹھانے والے۔ مصائب کاٹھ کی صلیب اور اُسکے عذاب سے"

یہ الفاظ خدا تعالیٰ کے اُس احسان اور فضل کی طرف اشارہ کرتے ہیں جس سے حضرت عیسیٰؑ نے صلیب کی موت سے نجات پائی۔ اور اُسی شکریہ کی یادگار میں پتھر پر لکھے گئے معلوم ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر ویسٹ نے استفہام کی علامت مصائب کے آگے دی ہے۔ اور سے کا لفظ بھی مصائب کے آگے لگایا ہے۔ مگر ہماری رائے میں یہ درست نہیں۔ کیونکہ شامی زبانوں میں استفہام کے واسطے کوئی علامت نہیں ہوتی۔ اور اِسواسطے سے کا لفظ اُردو ترجمہ میں اخیر میں آنا چاہیئے۔ انگریزی ترجمہ ڈاکٹر ویسٹ کا اس طرح ہے۔

What freed the True messiah, the forgiving, upraising, from Hardships. The cruel fiction from the tree and the anguish of this.

(ڈاکٹر ویسٹ کی علامت استفہام کو ہم نے چھوڑ دیا ہے)

(۲) پھر دوسرا نتیجہ جو ان تمام واقعات اور حکایات اور روایات سے نکلتا ہے۔ یہ ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود ضرور کہیں اسی طرف تھے۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ تھوما بھی بھاگے بھاگے ہندوستان آتے ہیں۔ اور بارتھولومیو بھی اُنکے نقش قدم پر تشریف فرما ہوتے ہیں۔ جناب مرقس کو بھی فکر پڑی ہے۔ کہ ہندوستان اپنے آدمی بھیجیں۔ پھر تھوما خود مسیح کی ملاقات اور اس طرف بھیجنے کا ذکر کرتے ہیں گو اِس روایت میں کسی کے عام خیال نے خواب کا لفظ بڑھا دیا ہو۔ تاہم یہ سب باتیں جب محلہ خانیار کی قبر عیسیٰؑ اور کشمیر کی پُرانی تاریخ۔ اور انجیل فتح برصلیب۔ اور مرہم عیسیٰ۔ اور تبت سے نکلی ہوئی انجیل کے ساتھ ملا کر دیکھی جاتی ہیں۔ تو حضرت عیسیٰ کے ملک ہندوستان کو تشریف لانے کے بیان کی تائید میں ایسے نہایت زبردست تائیدی گواہ ہمارے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جو ایک منصف کو ضرور اِس فیصلہ پر مجبور کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یقیناً ہندوستان تشریف لائے۔ اور قبر سری نگر انہیں کی ہے۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ حضرت مسیح کے اِس سفر کو عموماً پردۂ اخفاء میں رکھنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ حکومتِ وقت کو یہ نہ معلوم ہو جائے۔ کہ جس شخص کے واسطے چیف جسٹس نے صلیب کا حکم دیا تھا۔ وہ صلیب سے بچکر ملک سے بھاگ گیا۔ اور کسی کو خبر بھی نہ ہوئی۔ اگر یہ امر پبلک پر پورے طور پر کھول دیا جاتا تو اول تو خود حضرت عیسیٰؑ کو اپنی زندگی کا دوبارہ خطرہ ہو جاتا۔ دوم وہ ایماندار جو شام کے ملک میں تھے وہ سازشِ مجرمانہ اور اعانتِ جرم کے جرائم میں ماخوذ ہو کر دُکھ پاتے۔ پس مصلحت بھی تھی۔ کہ اِس بات کا ذکر کسی سے نہ کیا جائے۔ یسوع کا نام بھی چھوڑ کر یوزآسف کا نام اختیار کیا گیا۔ پنجابی میں قدیم سے ایک ضرب المثل مشہور چلی آتی ہے۔ ایسو گول تے کچھ نہ پھول۔ غالباً مرورِ زمانہ سے اور اصلیت مثل کے بھولنے سے کول کا لفظ بدل کر گول بن گیا۔ اور اصل یوں تھا۔ کہ ایسو کول۔ یعنی یسوع ہمارے پاس ہی ہے۔ پنجاب کے متصل کشمیر میں مدفون ہے۔ لیکن کچھ اس کی بابت کھوج کر دریافت نہ کرو۔ کیونکہ یہ امر پردے میں رکھنے کے لائق ہے کہ یسوع اہل پنجاب کے پاس ہی ہے۔ غرض تھوما کی قبر میلاپور اور پُرانے عیسائیوں کی ایک جماعت اور تھوما کا پنجاب کی طرف آنا۔ اور مسیح کو تھوما کے زبانی فرمان کے مطابق جنوبی ہند کے یہود وغیرہ کے پاس جانا یہ باتیں بحیثیت مجموعی اِس امر کی تائید کرتی ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہندوستان میں تشریف لائے۔

(۳) تیسرا نتیجہ جو اِن بیانات اور واقعات سے نکلتا ہے وہ یہ ہے۔ کہ ابتدائی زمانہ کے عیسائی توحید پر قائم تھے۔ حضرت مسیحؑ کو ایک انسان نبی اللہ مانتے تھے۔ خدا نہ سمجھتے تھے۔ بُتوں اور تصویروں سے متنفر تھے۔ کوئی کتاب انجیل وغیرہ رکھنا ضروری نہ جانتے تھے۔ دعا صرف خدا سے مانگتے تھے۔ اور یہی اصلی اور صحیح مذہب حضرت عیسیٰؑ اور اُسکے حواریوں کا تھا۔ اِس سے قرآن شریف کی اِس آیت کی تصدیق ہوتی ہے کہ وقال المسیح یٰبنی اسرائیل اعبدوا اللہ ربی وربکم۔ مسیح نے بنی اسرائیل کو کہا۔ کہ اللہ کی عبادت کرو۔ جو میرا رب اور تمہارا رب ہے۔ آج کل کے عیسائی پادری اسلام پر اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ اسلام نے حضرت مسیحؑ کی طرف توحید کی تعلیم دینا منسوب کیا ہے۔ حالانکہ اُس نے تثلیث سکھلائی تھی۔ گو تثلیث کا مسئلہ مروجہ اناجیل سے بھی ثابت نہیں ہوتا۔ مگر تھوما حواری کے قدیم عیسائیوں کی تاریخ اِس امر پر بہت ہی صاف روشنی ڈالتی ہے۔ کہ حضرت مسیح اور اُسکے حواری اور ابتدائی زمانوں کے عیسائی سب موحد خدا پرست تھے۔ وہ موجودہ اناجیل بھی اپنے پاس نہ رکھتے تھے۔ سقوطرہ ایک جزیرہ عرب کے قریب ہے۔ وہاں بھی عیسائیت کی تبلیغ تھوما حواری نے کی تھی۔ آجتک وہاں کے عیسائیوں کے پاس کوئی انجیل نہیں ہے۔ اور وہ توحید پر قائم ہیں۔ آجکل کے عیسائی مورخین اِس بات پر پردہ ڈالنے کے واسطے کہ اصل عیسائیت توحید ہی تھی۔ یہ کہا کرتے تھے۔ کہ نسطوری اور یعقوبی لوگوں نے دکن کے پُرانے عیسائیوں کو مرتد اور کافر بنا دیا تھا۔ مگر بعد میں رومن کیتھالک پادریوں نے انکو اپنا ہم خیال بنا لیا۔ لیکن اِس بات کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ کہ نسطوری اور یعقوبی لوگوں کے زیر اثر کب ہوئے۔ اصل بات یہی ہے۔ جو ہم نے لکھی ہے۔ کہ ابتدا سے وہ سچے اصلی عیسائی چلے آتے تھے۔ مگر رومن کیتھالک لوگوں نے ہند میں آکر اُنپر اپنا اثر ڈالا اور انہیں اپنا ہم خیال بنا لیا۔

(۴) چوتھا نتیجہ ان واقعات سے یہ نکلتا ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام اور اُنکے حواری عبرانی سریانی آرے اک زبانیں بولتے تھے۔ جنہیں کوئی بڑا فرق نہیں۔ اور دراصل ایک ہی زبانیں ہیں۔ جیسا کہ لاہور کی پنجابی اور ملتان کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پنجابی۔ اور پہاڑ کی پنجابی جو لاہوری ملتانی اور پہاڑی زبانیں کہلاتی ہیں۔ لیکن مسیح اور حواری کبھی یونانی میں وعظ نہ کرتے تھے۔ اور نہ یونانی میں کتابیں لکھتے ہیں۔ لہٰذا مروجہ اناجیل جن کے پرانے سے پرانے نسخے اس وقت صرف یونانی زبان میں ہیں۔ وہ اصل نسخے نہیں ہو سکتے۔ ممکن ہے کہ اصل کے تراجم ہوں۔ مگر ترجمہ میں غلطیاں ہو سکتی ہیں۔ لہٰذا یہ امر محقق علیہ ہے کہ مروجہ اناجیل کے بھی اصل نسخے اسوقت دنیا سے مفقود ہیں۔

(۵) پانچواں بڑا اور اہم نتیجہ جو ان سارے واقعات سے آج اس زمانہ سے میں نکل سکتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اس زمانہ میں ان تمام تاریخی واقعات سے بے خبر ہونے کے باوجود ایک دور افتادہ گاؤں میں بیٹھے ہوئے شخص نے جو کچھ کہا۔ وہ فی الحقیقت اللہ تعالیٰ کی پاک وحی کی تائید ہی تھا۔ اور اسی واسطے دن بدن ایسی نئی باتیں پیدا ہوتی جاتی ہیں۔ جو اسکی سچائی کو زور آور حملوں سے دنیا پر ثابت کر رہی ہیں۔ کیا یہ بھی حضرت مرزا صاحبؑ کے اختیار میں تھا۔ کہ آج سے صدہا سال پہلے مسیحؑ کی قبر کشمیر میں۔ اور تھوما کی قبر مدراس میں بنا دیویں۔ اور بہت سی کتابیں بھی مسلمانوں اور عیسائیوں سے لکھوا دیں جو ان قبروں کی تصدیق کریں۔ پھر کیا یہ انسان کا کام ہے۔ کہ اس کے دعوے اور بیان سب سچے ہوتے چلے آئیں۔ اور اسکی تائید میں مصر کے کتب خانوں سے پرانی انجیلیں نکل آئیں۔ پس یہ تمام واقعات بآواز بلند گواہی دیتے ہیں۔ کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ خدا کے سچے رسول اور مقدس نبی تھے۔ جو اس زمانہ میں تمام جہان کی ہدایت کے واسطے مبعوث ہوئے ہیں۔

مَیں خوش ہونگا۔ اگر ہمارے عیسائی ہم وطن اس مضمون پر غور کریں۔ اور مَیں طیار ہوں کہ اگر انکا کوئی اعتراض ہے۔ تو اُسپر توجہ کروں۔ مَیں ضد کرنا نہیں چاہتا۔ اگر کوئی بات غلط ہے۔ تو اُسکے چھوڑنے میں ہمارا حرج نہیں۔ مَیں نے جو کچھ لکھا ہے نیک نیتی سے لکھا ہے۔ اور اس غرض سے لکھا ہے۔ کہ ہمارے عیسائی بھائی صداقت کو قبول کریں۔ ہم حضرت مسیحؑ کی عزت کرتے ہیں۔ ادب کرتے ہیں۔ لیکن انکی طرف جو غلط عقائد منسوب کئے گئے ہیں۔ انکا ازالہ کرنا ہمارا فرض ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

محمد صادق عفی اللہ عنہ

سوال وجواب

ایک غیر مبایع احمدی بھائی اور قاضی محمد یوسف احمدی پشاوری کا مکالمہ

(مرتبہ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری)

ایک غیر مبایع بھائی مدت کے بعد دار الکتب احمدیہ شہر پشاور میں کل تشریف لائے۔ جن سے ایک دلچسپ مکالمہ ہوا جو ناظرین اخبار کے ملاحظہ کے لیئے میرے الفاظ میں درج ذیل ہے۔

غیر مبایع صاحب:۔ مجھے حضرت اقدس غلام احمد علیہ السلام کے نبی اور رسول نہ ہونے پر ایک قطعی اور فیصلہ کن برہان ہاتھ آیا ہے۔

خاکسار۔ وہ کیا ہے۔ القوا ما انتم ملقون۔

غیر مبایع صاحب۔ وہ یہ ہے کہ اگر حضرت سید الخلائق وافضل الرسل جناب محمد رسول اللہ صلعم اور حضرت غلام احمد علیہ السلام ایک ہی زمانہ میں نبی ہوتے اور حضرت اقدسؑ کو ایک امر بطور وحی ہو جاتا۔ اور حضرت خاتم النبیین صلعم کو اس امر سے مطلع نہ کیا جاتا۔ تو پھر اس صورت میں حضرت رسول اللہ سیدنا محمد حضرت غلام احمد علیہ السلام کی وحی کی اتباع کرتے یا نہ۔ اگر حضرت اقدسؑ کی وحی کی اتباع کرتے تو حضرت صاحبؑ متبوع ہو جاتے اور سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلعم تابع ہوتے۔ اور یہ امر ہمارے معتقدات مسلمہ بین الفریقین کے رو سے باطل ہے۔ کیونکہ حضرت صاحبؑ سیدنا محمد رسول اللہ صلعم کے تابع ہیں متبوع نہیں اور اگر سیدنا محمد رسول اللہؐ انکے وحی کی اتباع نہ کریں تو حضرت صاحبؑ کی نبوت بیکار محض اور لاشے قرار پاتی ہے حضرت صاحبؑ نبی اور رسول نہیں اور نہ اُس زمانہ میں اس خطاب سے یاد کیئے جاتے۔ پس یہ امر حضرت صاحبؑ کی نبوت اور رسالت کا فیصلہ کر دیتا ہے۔

خاکسار۔ مَیں نے عرض کیا۔ کہ یہ توریت کا بُت ہے اس قابل نہیں کہ اپنے پاؤں خود کھڑا ہو سکے۔ اسلیئے سنو۔ (جواب اول) اس سوال کو اول تو یوں خیال کرلو۔ کہ آپکا سوال خلاف واقعہ امر اور امر محال پر ہے۔ اسلیئے باطل ہے۔ (جواب ثانی) دوم ذرا دل کر یہ خیال کرلو۔ کہ حضرت غلام احمد علیہ السلام نہیں بلکہ اگر حضرت موسیٰ یا حضرت مسیح ناصری علیہما السلام ہوتے اور انکو ایک امر کی وحی ہوتی جسکا علم حضرت رسول اللہ صلعم کو نہ ہوتا تو پھر اس صورت میں حضرت موسیٰؑ یا حضرت مسیح ناصریؑ کی اتباع سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلعم کرتے یا نہ باقی نتیجہ قیاس کرلو۔

غیر مبایع صاحب۔ حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلعم ضرور انکی اتباع کرتے کیونکہ وہ براہ راست نبی اور مستقل رسول تھے۔

خاکسار۔ مگر حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلعم تو آپکے خلاف اعلان فرما گئے ہیں کہ لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین لما وسعھما الا اتباعی۔ یعنی اگر حضرت موسیٰؑ و حضرت مسیح ناصریؑ بقید حیات ہوتے اور میرا زمانہ نبوت پاتے تو سوائے میری اتباع کے انکو چارہ نہ ہوتا۔ اور یہی جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بھی سمجھ لیں۔ کیونکہ یہ تو امتی۔ تابع اور ظلی رسول ہیں۔ اور حضرت موسیٰؑ و حضرت مسیح ناصریؑ تو براہ راست اور مستقل رسول تھے

غیر مبایع صاحب۔ مگر کوئی مستقل رسول اور نبی دوسرے مستقل رسول کا تابع نہیں ہو سکتا۔

خاکسار۔ تو شاید یہ حدیث درست نہ ہوگی یا آپ حدیث نبوی کے قائل نہ رہے ہونگے مگر یہ تو بتاؤ حضرت موسیٰؑ و حضرت ہارونؑ دونوں جُدا جُدا براہ راست نبی اور مستقل رسول تھے یا نہ؟ آپکے جناب امیر قوم مقیم لاہور تو اسی طرح تسلیم کرتے ہیں۔ بلکہ انکو حضرت موسیٰؑ کے ساتھ شریک فی النبوۃ کہتے ہیں۔ (دیکھو النبوہ فی الاسلام)

غیر مبایع صاحب۔ بے شک دونوں حقیقی اور مستقل نبی اور رسول تھے۔

خاکسار۔ مگر حضرت موسیٰؑ نے کیوں اپنے بڑے بھائی سے جو شریک فی النبوۃ رسول۔ براہ راست نبی جو حقیقی اور مستقل تھے سر اور داڑھی سے پکڑ کشتی کی۔ اور کہا کہ یا ھارون ما منعک اذ رئیتہ ضلوا الا تتبعنی۔ اے ہارون جب یہ لوگ گمراہ ہونے لگے تو تمکو کونسا امر میرے اتباع کرنے کا مانع ہوا۔ اور پھر فرمایا افعصیت امری آیا تم نے بھی ہر کہ زمان اور تعلیم سے نافرمانی اختیار کرلی ہے۔

غیر مبایع صاحب۔ یہ تو پولیٹیکل امر پر تنازعہ ہوا۔ کوئی مذہبی امر زیر بحث نہ تھا۔

خاکسار۔ زیر بحث تو یہ امر تھا کہ میرے ایام غیر حاضری میں اور آپکے دوران خلافت میں کیوں سامری نے گوسالہ پرستی کو رواج دیا اور آپ کیوں مانع نہ ہوئے۔ شاید آپکے ہاں گوسالہ پرستی مذہباً جائز قرار دی گئی ہے اور

صرف سیاسی جرم قرار پایا ہے۔ مگر سرکار برطانیہ تو اسکو سیاسی جرم قرار نہیں دیتی اور اسلام اسکو شرک کے نام سے موسوم کرکے مذہبی جرم قرار دیتا ہے۔ اور ایک نبی کی شان کے شایاں ہی نہیں ہے کہ دوسرے مستقل رسول شریک فی النبوۃ کے مقابلہ میں ایک سیاسی امر پر اسقدر غیرت اور جوش دکھائے درحالیکہ وہ اسکا بڑا بھائی بھی ہو۔ حالانکہ نبیوں کو اسقدر غیرت صرف توحید ہی کے لیئے ہوتی ہے اور ہونی چاہیئے۔ آپ سورہ طٰہٰ اور قصص وغیرہ مقامات قرآن کریم مطالعہ فرماویں۔ تا معلوم ہو کہ معاملہ زیر بحث سیاسی تھا یا مذہبی۔

(جواب ثابت) آپ کوئی ایسی وحی اور الہام قرآن کریم کے ذریعہ پیش کرسکتے ہیں کہ حضرت موسیٰؑ کو ایک امر کی اطلاع تک نہ ہوئی ہو اور حضرت ہارونؑ اسکے کرنے پر مامور ہوا ہو۔ اور پھر حضرت موسیٰؑ نے بھی حضرت ہارونؑ کی اس وحی پر عمل کیا ہو۔ یاد رہے کہ آپ ہرگز پیش نہیں کرسکتے کیونکہ یہ اصول ہی باطل ہے۔

اگر یہ بھی نہیں تو کیا پھر آپ حضرت لوطؑ یا حضرت اسمٰعیلؑ یا حضرت اسحٰق علیہم السلام کی کوئی ایسی وحی پیش کرسکتے ہیں جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انکی اتباع کی ہو ہرگز نہیں کرسکتے۔

اگر یہ بھی نہیں تو کیا آپ حضرت یوسف علیہ السلام کی کوئی ایسی وحی پیش کرسکتے ہیں جسمیں حضرت یعقوب علیہ السلام نے انکی اتباع کی ہو۔ اور یاد رہے کہ ہرگز نہیں اگرچہ تمام قرآن کریم ڈھونڈ ڈالو۔

ہاں پھر یاد رہے کہ آپ ہرگز نہیں کرسکتے۔ اگرچہ آپ تمام عمر تلاش میں رہیں۔

غیر مبایع صاحب۔ میں تو حضرت اقدسؑ کو نبی اور رسول مانتا ہوں۔ مگر حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلعم کسطرح نہیں مانتا۔

خاکسار۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا تو کوئی رسول اور نبی نہیں ہوسکتا اور نہ تھا۔ خواہ حضرت موسیٰؑ ہو یا حضرت عیسیٰؑ ناصری۔ اور نہ کوئی اور نبی انکے ماقبل یا مابعد انکا ساتھا۔ اور نہ ہم مانتے ہیں۔

غیر مبایع صاحب۔ میری غرض یہ ہے کہ حقیقی رسول اور مستقل نبی نہیں مانتا۔

خاکسار۔ اگر آپ کی مراد یہ ہے کہ وہ جدید شریعت لانیوالا رسول یا [illegible] اتباع سیدنا محمد رسول اللہؐ نبی ہو کیونکہ حضرت صاحبؑ نے یہی تشریح کی ہے۔ تو ایسا تو ہم میں سے کوئی بھی نہیں یقین کرتا۔ اگر کچھ اور مقصود ہو تو واضح فرماویں

غیر مبایع صاحب۔ میں کہتا ہوں کہ شریعت اسلامیہ میں ترمیم و تنسیخ کرنیوالا کمی یا بیشی کرنیوالا رسول اور نبی نہیں مان سکتا ہوں۔ امتی۔ ظلی۔ بروزی۔ تابع شریعت اسلامیہ جانتا ہوں۔ اور یہ کہ جزوی اور ناقص نبی یا رسول تھے۔

خاکسار۔ آپکے ساتھ سب متفق ہوں۔ مگر جزوی اور ناقص ہم نہیں مانتے۔ وہ اپنے کمال نبوت میں کامل تھے۔ اور وہ سب امور انکو اللہ تعالیٰ نے دیئے تھے۔ جنکے سبب سے کوئی ایک نبی یا رسول اس نام اور منصب کا مستحق ہوتا ہے۔

غیر مبایع صاحب۔ کیا رسول اللہ صلعم کی طرح کامل تھے۔

خاکسار۔ اگر کامل سے آپکی مراد یہ ہے کہ حضرت سیدنا محمد صلعم صاحب شریعت تھے اور یہ تابع شریعت ہیں اور اپنی الگ شریعت نہیں لائے۔ تو بے شک انکی طرح نہ تھے۔ اور اگر شریعت جدیدہ نہ لانیوالے رسول کو ناقص کے خطاب سے یاد کرتے ہیں تو ان معنوں میں ناقص تھے۔ ورنہ میرے نزدیک تو کوئی رسول اور نبی ناقص نہیں ہوتا۔ اور شریعت جدیدہ نہ لانے والا بھی کامل رسول ہوتا ہے۔ کیونکہ شریعت ایک امر زائد ہے۔ کیونکہ آپکے اصول سے تو حضرت مسیح ناصری بھی اور وہ سب رسول باصاحب شریعت نہ تھے سب ناقص ہوگئے۔ حالانکہ فریقین اسکے قائل نہیں۔

غیر مبایع صاحب۔ قرآن کریم کھولکر۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حضرت ہارون نبی تھے اور حضرت سیدنا محمد رسول اللہ کے ساتھ حضرت غلام احمدؑ ایک وقت میں ہوتے۔ تو کیوں ایسا ہونا محال ہے۔

(جواب رابع) خاکسار۔ اسلیئے کہ حضرت موسیٰؑ میں کچھ کمی تھی۔ جسکے واسطے اس نے درخواست کی کہ الٰہی مجھ میں تو ایک کمی ہے یضیق صدری ولا ینطلق لسانی اور پھر فرمایا رب اشرح لی صدری و یسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی اور پھر فرمایا کہ ارسل الی ھارون اور اسکے مثال میں فرمایا کہ ھو افصح منی لسانا۔ یہ کمی اس کے سبب سے خدا تعالیٰ نے پوری کردی۔ اور پھر دعا کی واجعل لی وزیرا من اھلی۔ ھارون اخی اشدد بہ ازری بھی پوری ہوئی تو حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو تو خود اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمایا ہے کہ الم نشرح لک صدرک اور پھر فرمایا کہ وضعنا عنک وزرک تو بھلا انکے ساتھ کسی نبی اور رسول کی بعثت کی کونسی ضرورت باقی تھی۔ کہ حضرت غلام احمدؑ یا کسی اور رسول کو انکے زمانہ میں انکے ساتھ مبعوث کیا جاتا۔ کیونکہ بلا ضرورت نبی یا رسول مبعوث نہیں ہوا کرتے۔ اور جو کمی حضرت موسیٰؑ میں تھی وہ حضرت سیدنا محمد صلعم میں نہ تھی۔

(جواب خامس) پھر صرف سیدنا حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہی ایسے رسول ہیں جنہوں نے کل عالم کو دعوت دی کہ ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا مگر حضرت موسیٰؑ تو صرف بنی اسرائیل اور فرعون کی قوم کی طرف خدا تعالیٰ کی رسالت کے بار امانت کو اکیلے نہ اٹھا سکنے کے خود قائل ہیں۔

پھر انا عرضنا الامانۃ علی السمٰوٰت والارض فابین ان یحملنھا فحملہ الانسان الخ میں اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ اس عظیم الشان عالمگیر نبوت اور رسالت کا بار امانت کے اٹھانے کے واسطے ہم نے آسمان اور زمین میں کسی دوسرے کو سوائے اس عظیم الشان انسان کے اہل نہ پایا۔ یعنی سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلعم میں حضرت موسیٰؑ کی سی کمی نہ تھی۔ کہ انکو بھی کسی وزیر اور فصیح اللسان ساتھی کی ضرورت پڑتی۔

پس ایسے عظیم الشان رسول میں کونسا نقص تھا کہ اس کے ساتھ اسی وقت میں دوسرا رسول یا نبی شریک فی النبوۃ کیا جاتا۔ اور جب کوئی نقص اور کمی نہ تھی تو آپ کا سارا سوال محال اور باطل ہے۔

(جواب سادس) اور پھر اگر ایسا امر محال قل ان کان للرحمان ولد فانا اول العابدین کے ماتحت فرض کریں یا ممکن مان لیں تو بے شک حضرت محمد رسول اللہ صلعم ضرور خدا تعالیٰ کی اس وحی کی اتباع کرتے جو حضرت غلام احمدؑ پر نازل ہوتی۔ کیونکہ یہ اتباع حکم الٰہی کی ہوتی نہ حضرت غلام احمدؑ کے کسی ذاتی حکم کی جو انکی کسر شان کا باعث ہوتا۔

اگر آپ حضرت غلام احمدؑ کو اپنے ساتھ شریک فی النبوۃ حضرت ہارون کی طرح جانتے تو پھر کیا وجہ ہے کہ انکے الہام و وحی کو صحیح قرار دیکر اسکی اتباع نہ کرتے۔ جبکہ وہ خدا تعالیٰ کا کلام ہوتا کیا انکا یہ اعلان درست نہیں کہ انی امرت وانا اول المسلمین (خلاصہ جوابات) حق امر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلعم کو اپنے وقت پر پیدا کیا اور حضرت صاحبؑ کو اپنے وقت پر اور خدا تعالیٰ کا کوئی فعل خالی از حکمت نہیں۔ کیونکہ وہ عزیز الحکیم [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نبی آخرالزمان اور اُس کا نشان

(از مولوی کرم داد صاحب دوالمیال)

اذا وقعت الواقعة۔ لیس لوقتها کاذبة خافضة رافعة۔ اذا رجّت الارض رجّا۔ وبسّت الجبال بسّا۔ فکانت هباء منبثّا۔ و کنتم ازواجا ثلثة۔ فاصحاب المیمنة۔ ما اصحاب المیمنة۔ واصحاب المشئمة ما اصحاب المشئمة۔ والسّبقون السّبقون۔ اولئک المقرّبون۔

(۱) اس سورہ میں واقعات قیامت کا ذکر ہے جن کا ثبوت آپکے بعثت اولیٰ میں منکران نبوت کو دکھایا گیا چونکہ بموجب آیۃ واٰخرین منهم لما یلحقوا بهم کے آخرین میں بھی اُسی نبوت نے ظاہر ہونا تھا اسلیئے اِسوقت بھی اللہ تعالیٰ نے اسکی سچائی کے لیئے کہ وہ نبوت اب پھر دنیا میں ظاہر ہوئی ان واقعات کا نمونہ خلقت کے سامنے رکھدیا کہ دیکھو اس سورہ میں جو ستاروں کے گرنے کی قسم کا بیان ہے فلا اُقسم بمواقع النجوم وانه لقسم لو تعلمون عظیم۔ اسکی حقیقت کہ خدا قسمیں کیوں کھاتا ہے آج اچھی طرح کھولکر تمکو سمجھائی گئی۔ کس طرح ستارے گر کر لوگوں کا سر توڑ رہے ہیں" از ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ آمدہ برپا نمیشود ساعت تا آنکہ کوفتہ شوند سرہائے اقوام بکواکب از آسمان" (آثار القیامۃ) میں ان تمام لوگوں کو جو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو نہیں مانتے یا مانتے تو ہیں مگر اسکے دوبارہ آنے سے انکار کرتے ہیں اسپر غور کرنے کی تاکید کرتا ہوں انکو چاہیئے کہ اتنی بڑی قسم کو رد نہ کریں اور اس علیم وخبیر اور قادر خدا سے ڈریں جس نے اس ہولناک واقعہ کا یہاں بیان فرمایا۔

(۲) بموجب حکم۔ اثیروا القرآن فانه فیه علم الاوّلین والاٰخرین کے میں نے جب اس سورہ شریف کو تدبّر سے پڑھا اور واقعات پر نگاہ کی تو یقیناً اس نتیجہ پر پہنچ گیا کہ بیشک اوّلین واٰخرین کا علم قرآن شریف میں موجود ہے آخرین میں بھی وہی نبوت ظاہر ہوئی جسکا نزول اوّلین میں ہوا تھا جس طرح بعثت اولیٰ میں اسکے انکار سے دنیا میں عذاب آیا بعثت ثانی میں بھی ایک عذاب نے تمام دنیا کو اپنے اندر لے لیا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایک ہولناک واقعہ ظاہر ہوگا جس سے بعض بلند اور بعض پست کیئے جائینگے زمین ہل جائیگی پہاڑ اُڑائے جائینگے اسوقت لوگوں کی تقسیم تین گروہوں میں ہوگی۔ سابقین۔ عام مومنین اور منکرین۔ سابقین کی نسبت فرمایا ثلّة من الاولین وقلیل من الاٰخرین یعنی بعثت اولیٰ میں آنجناب صلعم کے ساتھ سابقین سے ایک ثلّہ اور بعثت ثانی میں قلیل۔ عام مومنین کے متعلق فرمایا ثلّة من الاولین وثلّة من الاٰخرین یعنی جب آپ آخرین میں ظاہر ہونگے تو اوّلین کی طرح اس درجہ کے مومنوں کا ایک ثلّہ آخرین سے آپکے ساتھ ہوگا۔ رہے منکرین کہ وہ کس حال میں ہونگے فرمایا فی سموم وحمیم وظل من یحموم۔ بخاری میں ہے یحموم وخان اسود یعنی زہریلی ہوا اور سیاہ دھواں میں۔ اس سے پہلے لوگ کس حالت میں ہونگے فرمایا انهم کانوا قبل ذٰلک معترفین یعنی بڑی نعمتوں اور آرام میں۔ اور یہ عذاب انپر کیوں آئیگا فرمایا وکانوا یصرّون علی الحنث العظیم یعنی باوجود اسکے کہ اللہ تعالےٰ کے نبی نے بار بار انکو سمجھایا کہ حنث عظیم کو چھوڑ دو اور اپنی اعتقادی وعملی حالت کو درست کرکے اس توحید پر قائم ہوجاؤ جو میں تمہارے سامنے پیش کی لیکن اہل دنیا نے اس نصیحت کو نہ مانا مجمع البحار میں ہے علی الحنث العظیم ای الذنب او الشرک تیسری القاری شرح بخاری میں ہے دایم مے بودند بر گناہ کبیرا کہ شرک ست۔ پس اللہ تعالیٰ نے قسم عظیم میں حنث عظیم کے سر توڑنیکے وقت اور طریق سزا کو بیان فرماکر اپنی فعلی شہادت سے نبی آخرالزمان کی نبوت کو ایسا ثابت کیا کہ دنیا اپنے مُنہ اقرار کر رہی ہے کہ اس نبی کی سچائی کا نشان پورا ہوگیا۔ ترجمان لکھتا ہے "غنیم نے ستارے کی وضع کے گولے اور زہریلے ہوا کے بادل چھوڑے" مبارک ہیں وہ جنہوں نے اس نبی کو شناخت کرکے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی جنت حاصل کی اور افسوس ہے ان مکذبین ضالین پر جنکے حق میں آیا ہے فنزل من حمیم وتصلیة جحیم۔ بخاری میں اس واقعہ کے متعلق ہے خافضة لقوم الی النار ورافعة لقوم الی الجنة سو النار اور الجنة اسوقت موجود ہے

(۳) حدیثوں میں بھی اس واقعہ کا مفصل بیان ہے میں ذیل میں دو حدیثیں ناظرین کے غور اور انپر عمل درآمد کرنیکے لیئے لکھ دیتا ہوں اول من ابی هریرة قال قال رسول الله صلعم یحشر الناس علی ثلث طرائق راغبین راهبین اثنان علی بعیر وثلثة علی بعیر واربعة علی بعیر وعشرة علی بعیر وتحشر بقیتهم النار تقیل معهم حیث قالوا وتبیت معهم حیث باتوا وتضبح کحیث اصبحوا وتمسی معهم حیث امسوا (متفق علیہ) دوم عن ابی ذر قال ان الصادق المصدوق صلی الله علیه وسلم حدثنی ان الناس یحشرون ثلثة افواج فوجا راکبین طاعمین کاسین وفوجا تسحبهم الملائکة علی وجوههم وتحشرهم النار وفوجا یمشون ویسعون ویلقی الله الاٰفة علی الظهر فلا یبقی حتی ان الرجل لتکون له الحدیقة یعطیها بذات القتب لا یقدر علیها (رواہ النسائی) مطلب ان حدیثوں کا یہ ہے کہ ایک حشر ہوگا اسوقت لوگ تین گروہ ہونگے اول سوار دوم پیادہ سوم وہ جنکو آگ اکٹھا کریگی۔ اور رات دن انکے ساتھ رہے گی سواری کا ملنا بہت مشکل ہوگا ایک اونٹ پر دس دس آدمی بھی سوار ہوں گے۔ مجمع البحار میں اس حشر اور آگ کی نسبت لکھا ہے هذا الحشر فی اخر الدنیا قبل القیامة.... وهی نار تحشر الناس من المشرق الی المغرب... الفرقة الاولی الراغبون وهم السابقون والثانیة الراهبون وهم عامة المؤمنین والثالثة الکفار اهل النار... فانه یدل ان النار لیست حقیقة بل نار الفتنة ولان هذه القیلولة والبیتوتة هی المراد فی قوله ستکون هجرة بعد هجرة... وهذا الحشر اخر اشراط الساعة

یعنی مراد اس حشر سے وہ حشر ہے جو قیامت سے پہلے اخیر زمانہ میں ہوگا اور آگ سے مراد لڑائی فتنہ کی آگ ہے جو مشرقی لوگوں کو اکٹھا کرکے مغرب کی طرف لیجائیگی اور حدیث ستکون هجرة بعد هجرة میں جس آگ کا ذکر ہے اس سے مراد بھی یہی ہے اُسوقت تین گروہ ہونگے

تصدیق نبوت احمدیہ

النبوۃ فی الاسلام پر ایک نظر

(گذشتہ سے پیوستہ)

اس عقیدہ کی بہتر توضیح و تشریح کے سارے مضمون کی بنیاد ہے۔ مسیح موعودؑ نے لفظاً لفظاً تردید کی ہے۔ جیسا کہ ذیل سے ظاہر ہے۔

نمبر ۸۔ مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں:۔

"الغرض نبی حقیقتاً وہی کہلا سکتا ہے۔ جس میں یہ دو شرائط پائی جاویں۔ اوّل۔ یہ کہ وہ انسانوں کی تکمیل اور ہدایت کے لئے منجانب اللہ کوئی ہدایت لاوے۔ اور دوسرے یہ کہ بھی اپنی تکمیل اور ہدایت موہبت الٰہی کا نتیجہ ہو۔ نہ کسی کی پیروی کا۔ جس میں یہ دونوں باتیں نہ پائی جاویں اس پر حقیقتاً نبی کے لفظ کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔" صفحہ ۲۰۰

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"بعض یہ کہتے ہیں کہ اگرچہ یہ سچ ہے کہ صحیح بخاری اور مسلم میں لکھا ہے کہ آنے والا عیسیٰ اسی اُمت میں سے ہوگا لیکن صحیح مسلم میں صریح لفظوں میں اس کا نام نبی اللہ رکھا ہے۔ پھر ہم کیونکر مان لیویں کہ وہ اسی اُمت میں سے ہوگا۔

اس کا جواب یہ ہے۔ کہ یہ تمام بدقسمتی دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کیا گیا۔ نبی کے معنے صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو اور شرف مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔ پس ایک امتی کو ایسا نبی قرار دینے سے کوئی محذور لازم نہیں آتا۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۳۸)

اب اس حوالہ سے مولوی صاحب کی تمام وہ عبارت جو ایک فاسد بنیاد پر کھڑی کی گئی تھی۔ بالکل باطل ہو جاتی ہے۔ اور گر کر خاک میں مل جاتی ہے۔ ہاں اگر مولوی صاحب کو کچھ بھی خدا کا خوف ہے۔ تو وہ اس حوالہ کو بغور پڑھیں۔ اور پھر دیکھیں کہ آپ نے کس قدر مسیح موعود کے برخلاف اپنی قلم کو جنبش دی ہے۔ یہ حوالہ گویا آپ ہی کے لئے مسیح موعود نے لکھا ہے۔ بعینہٖ وہی سوال اُٹھایا ہے جو مولوی صاحب کے دل میں آج اُٹھا ہے اور اس کا جواب ایسا دیا ہے۔ کہ اپنے نبی اور حقیقتاً نبی ہونے پر مُہر لگا دی ہے۔ کاش! اگر کوئی دیکھے۔

نمبر ۹۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"خالی وحی کا لفظ نبی اور غیر نبی میں کوئی فرق نہیں کر سکتا ہے۔ مگر ہاں! تخصیص فرما کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی اس قسم کی ہے جیسے نوحؑ اور دیگر انبیاء کی وحی جو ان کے بعد آئے × × × × × اور چونکہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وحی کے متعلق قرآن کریم میں تخصیص فرما دی کہ وہ وحی ہے جو بذریعہ ملک۔ جبرئیل علیہ السلام اُتاری گئی۔ پس معلوم ہوا۔ کہ نبی اور غیر نبی کی وحی میں یہ فرق ہے۔" صفحہ ۲۶

(نوٹ) مولوی صاحب نے وحی اور وحی نبوت میں یہ ایک امتیاز قائم کیا ہے کہ وحی اگر دوسرے رسُولوں کی طرح ہو تو وہ وحی نبوت ہے ورنہ مطلق وحی۔ اور چونکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وحی جبرائیل ہی لایا کرتا تھا۔ اس لئے دوسرے رسُولوں کی وحی بھی جبرئیل ہی لایا کرتا تھا کیونکہ وحی سب ایک قسم کی تھی۔ سو ہم اس اصول کو قبول کرتے ہیں۔ لیکن افسوس! مولوی صاحب مسیح موعود کے لئے اس اصول کے پابند نہیں رہتے۔ اور اس کے لئے نئے نئے حیلے تراشنا چاہتے ہیں۔ اگر مولوی صاحب نے اپنا اصول کسی ضد اور ہٹ دھرمی پر قائم نہیں کیا تو پھر آپ کو ماننا پڑے گا کہ مسیح موعود بھی نبی ہی تھے۔ کیونکہ مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"میں اسی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کہ اس نے ابراہیمؑ سے مکالمہ مخاطبہ کیا۔ اور پھر اسحٰق سے اور اسمٰعیل سے اور یعقوبؑ سے اور یوسفؑ سے اور موسیٰؑ سے اور مسیح ابن مریمؑ سے اور سب کے بعد ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ہمکلام ہوا۔ آپ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی۔ ایسا ہی اس نے مجھ سے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا۔" (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۳۴)

اس حوالہ سے بصراحت ثابت ہو جاتا ہے کہ مسیح موعود نبی تھے اور آپ کی وحی وحی نبوۃ و وحی رسالت تھی۔ نہ کہ وحی ولایت کیونکہ اس تحریر میں جس وحی کو اپنی نسبت منسوب کیا ہے وہ وہی ہے۔ جو انبیاء والی وحی ہے۔ اور اس میں تمام انبیاء کے ہی نام لئے ہیں۔ بلکہ آپ نے اپنی وحی کے وحی نبوۃ ہونے کی ایک لفظ میں ایسے طور سے تخصیص کر دی ہے۔ جس سے کسی کو انکار ہو ہی نہیں سکتا۔ جیسے کہ حضرتؑ فرماتے ہیں:۔

"کہ جیسا کہ وہ سب کے بعد ہمارے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے ہمکلام ہوا × × × × × ایسا ہی اس نے مجھ بھی اپنے مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف بخشا۔"

اب یہ الفاظ بتصریح مسیح موعود کی وحی کے وحی نبوت ہونے پر مُہر لگا رہے ہیں۔ کیونکہ وحی ولایت کا زمانہ سب کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نہیں تھا۔ بلکہ اس اُمت میں اس صدی سے پہلے کبھی مجدد کا ہے۔ اور کون نہیں جانتا کہ سب کے بعد کا زمانہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے وہ وحی نبوت کا ہے۔ پس اپنی وحی کو بعینہٖ وہی وحی قرار دینا جو پہلے زمانوں میں مختلف انبیاء پر نازل ہوتی رہی۔ اور سب کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ اس امر کا ایک زبردست ثبوت ہے کہ مسیح موعود کی وحی وحی نبوت تھی نہ کہ وحی ولایت ؛

نمبر ۱۰۔ مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں:۔

"پس معلوم ہوا کہ نبی اور غیر نبی کی وحی میں یہ فرق ہے کہ غیر نبی پر وحی جبرئیل علیہ السلام لیکر نہیں آتے۔ اور نبی کی وحی × × × بذریعہ جبرئیلؑ اس پر اُتاری جاتی ہے پس یہی ایک حد فاصل ہے۔ جو نبی اور غیر نبی کی وحی میں امتیاز قائم کرتی ہے۔" (صفحہ ۲۶)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"جبرئیل جو ایک عظیم الشان فرشتہ ہے × × × × ہر ایک ایسے شخص پر نازل ہوتا ہے۔ جو وحی الٰہی سے مشرف کیا گیا ہو لیکن اس کے نزول کی تاثیرات کا دائرہ مختلف استعدادوں اور مختلف ظروف کے لحاظ سے چھوٹی بڑی نشکلوں پر تقسیم ہو جاتا ہے × × × × ادنیٰ سے ادنیٰ مرتبہ کے ولی پر بارش ہی تاثیر وحی کی ڈالتا ہے۔ اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر وہی جبرئیل تاثیر وحی کی ڈالتا رہا ہے۔"

(توضیح مرام صفحہ ۶۷ تا ۷۱)

(نوٹ) اس میں بتا دیا ہے کہ نزول جبرئیل ہر ایک ایسے شخص پر ہوتا ہے۔ جو وحی الٰہی سے مشرف کیا گیا ہو۔ اور ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ کے ولی پر بھی نزول جبرئیل بپیرایہ وحی الٰہی ہوتا ہے پس مولوی صاحب نے جو نبی اور غیر نبی میں حد فاصل قائم کی تھی۔ وہ باطل ہو گئی ؛

(۲) پھر اسوا اس کے حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اپنے پر جبرئیل کا نزول بپیرایہ وحی الٰہی مانا ہے۔ جیسے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا ایک الہام الٰہی اس بات کی خود تصدیق کر رہا ہے۔ جیسے کہ فرمایا:۔

(۱) یلقی الروح علیٰ من یشاء من عبادہٖ۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(یعنی الہام کے معنی ملاکر) اسے معترض کیا نہیں جانتا کہ خدا ہر ایک بات پر قادر ہے۔ جس پر اپنے بندوں میں سے چاہتا ہے اپنی روح ڈالتا ہے۔ یعنی منصب نبوت اسکو بخشتا ہے (۲) پھر فرماتے ہیں :-

قالوا انی لک ھذا۔ قل ھو اللہ عجیب۔ جاء نی امین و اختار۔ و دار صبعہ و الشاد..... الخ یعنی کہینگے کہ یہ مرتبہ تجھے کہاں سے حاصل ہوا۔ کہہ۔ خدا نووالعجائب نے میرے پاس آنکل آیا۔ اور اس نے مجھے چن لیا۔ اور اپنی انگلی کو گردش دی۔ اور یہ اشارہ کیا کہ خدا کا وعدہ آ گیا۔ پس وہ جو اسکو پاوے اور دیکھو ؛

اسجگہ آئی خدا تعالےٰ نے جبرئیل کا نام رکھا ہے اس لئے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔ (حقیقۃ الوحی صہ ۹۶)

(۳) اور نیز حضرت مسیح موعود نے اپنی نسبت وحی نبوت و وحی رسالت کا لفظ استعمال کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں :-

(۱) ہماری تمام بحث وحی نبوۃ میں ہے جسکی نسبت یہ ضروری ہے کہ بعض کلمات پیش کرکے یہ کہا جاوے کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ جو ہمارے پر نازل ہوا ہے۔"

(ضمیمہ اربعین ۴ صفحہ ۱۱)

(۲) پھر فرماتے ہیں :-

"میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک رسالت اور وحی الٰہی اور مسیح موعود ہونے کا دعوے تھا۔"

(براہین احمدیہ صہ ۵۳)

باقی رہی یہ بات کہ حضرت مسیح موعود نے اپنی مختلف کتب میں بیشتر جگہ یہ کیوں یہ کہا ہے کہ نزول جبرئیل بپیرایہ وحی رسالت و نبوۃ بالکل مسدود ہے یا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی رسالت تا قیامت منقطع ہے۔ سو اس کا جواب یہی ہے کہ اسجگہ وحی رسالت و وحی نبوت سے مراد وہ وحی ہے۔ جو وحی شریعت ہو یا براہ راست نبوت کے مدعی پر ہو۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود نے ایک غلطی کے ازالہ میں ذکر دیا ہے۔ کہ جہاں جہاں میں نے نبوت و رسالت سے انکار کیا ہے وہاں مراد شریعت یا مستقل یعنی براہ راست نبوت ہے پس وہ تمام عبارتیں ازالہ یا کسی اور کتاب میں یوں پڑھی جاوینگی کہ باب نزول جبرئیل میں پیرایہ میں کہ وحی شریعت لائے۔ یا مستقلہ نبوت کے مدعی پر وحی لائے۔ اس طور سے باب نزول جبرئیل بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل بند ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود خود فرماتے ہیں :-

اگر کہا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ پھر آپکے بعد اور نبی کس طرح آسکتا ہے۔ اس کا جواب (دیا گیا ہے) کہ بیشک اس طرح سے تو کوئی نبی نیا نہ یا پرانا نہیں آسکتا۔ جس طرح سے آپ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آخری زمانہ میں اتارتے ہیں۔ پھر اس حالت میں انکو نبی بھی مانتے ہیں۔ بلکہ چالیس برس تک سلسلہ وحی نبوت کا جاری رہنا اور زمانہ آنحضرت صلعم سے بھی بڑھ جانا آپ لوگوں کا عقیدہ ہے۔ بیشک ایسا عقیدہ تو معصیت ہے۔" (ایک غلطی کا ازالہ)

پھر فرماتے ہیں :-

"صرف اس نبوت کا دروازہ بند ہے۔ جو احکام شریعت جدیدہ ساتھ رکھتی ہو۔ یا ایسا دعوے ہو۔ جو آنحضرت کی اتباع سے الگ ہو کر دعوے کیا جاوے۔ لیکن ایسا شخص جو ایک طرف اسکو خدا تعالےٰ اسکی وحی میں امتی بھی قرار دیتا ہے۔ پھر دوسری طرف اس کا نام نبی بھی رکھتا ہے یہ دعوے قرآن شریف کے احکام کے برخلاف نہیں۔" (براہین حصہ پنجم صہ ۱۸۱)

پس جو جب تحریر مندرجہ بالا و تحریر مندرجہ ایک غلطی کا ازالہ حضرت مسیح موعود نے جہاں جہاں نبوت و رسالت سے انکار کیا ہے۔ اس کا یہی مطلب ہے کہ شریعت والی اور مستقل نبوۃ نہیں ؛

نمبر ۱۱۔ مولوی محمد علی صاحب "نبی اور امتی کی اصطلاحات" کے عنوان کے ماتحت لکھتے ہیں :-

"نبی اور امتی کی اصطلاحات درحقیقت دو متضاد مفہوموں کو ادا کرتے ہیں x x x نبی کے لئے ضروری ہے کہ وہ امتی نہ ہو۔" (ص ۴)

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں :-

"نبی کے لئے ضروری نہیں کہ وہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔" (براہین احمدیہ صہ ۱۳۸)

اصل الفاظ حضرت صاحب کے یہ ہیں :-

"نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کیگئی x x x شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے کہ وہ کسی صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔"

اب خدارا غور کرو۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ نبی کے لئے ضروری ہے کہ وہ امتی نہ ہو۔ لیکن حضرت مسیح موعود لکھتے ہیں کہ نبی کے لئے ضروری نہیں کہ وہ امتی نہ ہو۔ اب ناظرین خود فیصلہ کریں کہ سچا کون ہے ؛

نمبر ۱۲۔ مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں :-

دوسرا امتیاز یہ ہے کہ نبی اپنی وحی کی پیروی کرتا ہے امتی اپنے نبی متبوع کی وحی کی x x x بالفاظ دیگر رسول دوسرے رسول کا مطیع نہیں ہوتا۔ بلکہ اپنی وحی کا مطیع ہوتا ہے۔ امتی کسی رسول کی وحی کا مطیع ہوتا ہے۔" (ص ۴۳)

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں :-

"میں کیا کروں۔ کیطرح خدا کے حکم کو چھوڑ سکتا ہوں اور کس طرح اس روشنی سے جو مجھے دیگئی ہے۔ تاریکی میں آسکتا ہوں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ میری کلام میں کچھ تناقض نہیں۔ میں تو خدا تعالےٰ کی وحی کی پیروی کرنیوالا ہوں۔ جب تک مجھے اس سے علم نہ ہوا۔ میں وہی کہتا رہا جو اوائل میں میں نے کہا۔ اور جب مجھ کو اسکی طرف سے علم ہوا تو میں نے اسکے خلاف کہا۔ میں انسان ہوں مجھے عالم غیب ہونے کا دعوے نہیں۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰)

(نوٹ) پس اس حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود اپنی وحی کی پیروی کرنے والے تھے۔ پس تو وہ مولوی صاحب کے پیش کردہ اصول کے مطابق واقعی نبی تھے۔ اور یقیناً تھے اور اگر نہ تھے تو مولوی صاحب کا دوسرا امتیاز باطل ہوا۔ کیونکہ بقول ان کے ایک غیر نبی میں اسبات کا پایا جانا ثابت ہو رہا ہے۔ جو مولوی صاحب کے نزدیک ایک نبی کا خاصہ ہے ؛

نمبر ۱۳۔ مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں :-

اس مسئلہ کا درحقیقت اصل تعلق اسی بات سے ہے کہ نبی پیدائش سے ہی نبی ہوتا ہے x x x پس جبکہ وہ پیدائش سے ہی ایسا ہے تو اس کے کمالات اکتسابی نہیں کہلا سکتے۔ اور جو شخص پیدائش سے نبی نہیں اگر کمالات اکتسابی ہیں۔ وہ بعد میں نبی نہیں بن سکتا x x x نبی پیدائشاً نبی ہوتا ہے۔ اور جو پیدائشاً نبی نہ ہو گا وہ بعد میں نبی نہیں بن سکتا۔ پس جو نبی پیدا نہیں ہوا۔ وہ امتی ہے۔ اور دنیا کی کوئی چیز اسے نبی نہیں بنا سکتی۔" ص ۳۵-۳۶

یا تو حضرت مسیح موعود کو نبی مانو یا اپنے اصول کو غلط قرار دو کیونکہ حضرت مسیح موعود کو بھی جو کمالات دئے گئے ہیں وہ پیدائشاً ہی ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں :-

"اب میں بموجب آیہ کریمہ واما بنعمت ربک فحدث اپنی نسبت بیان کرتا ہوں کہ خدا تعالےٰ نے مجھے اس تیسرے درجہ میں داخل کرکے وہ نعمت بخشی ہے۔ کہ جو میری کوشش سے نہیں۔ بلکہ شکم مادر میں ہی مجھے عطا کیگئی ہے۔" (حقیقۃ الوحی صہ ۶۷)

پھر اور سنئے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں :-

دونوں سلسلوں کا تقابل پورا کرنے کے لئے یہ ضروری

تھا۔ کہ موسیٰ کے مقابل محمدی مسیح بھی شان نبوت کے ساتھ آوے۔ تاکہ اس نبوت عالیہ کی کسر شان نہ ہو اس لئے خدا تعالیٰ نے میرے وجود کو ایک کامل ظلیت کے ساتھ پیدا کیا۔ اور ظلی طور پر نبوت محمدی اس میں رکھ دی۔ تا ایک معنی سے مجھ پر نبی اللہ کا لفظ صادق آوے اور دوسرے معنوں سے ختم نبوت محفوظ رہے۔"

(نزول المسیح صفحہ حاشیہ)

نمبر ۱۴۔ مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں :-

"تیسرا امتیاز وحی نبوت و وحی ولایت میں یہ ہے کہ وحی نبوت پہلی وحی نبوت کی تصدیق کرتی ہے xxx x لیکن وحی ولایت چونکہ کسی نبی متبوع کی کتاب کے تابع ہوگی۔ اس لئے جب تک نبی متبوع کی کتاب اور سنت پر عرض کر کے اسکی تصدیق نہ ہو جاوے۔ اس وقت تک وہ قابل قبول نہیں" ✣ (صفحہ ۴۹)

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں :-

"خدا تعالیٰ نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو xxx x تمام انسانوں کے لئے مدار نجات ٹھہرایا جس کی آنکھیں ہوں۔ دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔ (اربعین ۴ صفحہ ۶)

نوٹ۔ اب سوچنے کے لائق یہ بات ہے کہ جس وحی اور تعلیم کو خدا تعالیٰ نے مدار نجات ٹھہراتا ہے۔ آیا وہ وحی اس لائق ہے کہ اس کو کتاب و سنت پر عرض کر کے دیکھا جائے۔ اگر کتاب و سنت تصدیق کرے تو قبول ورنہ مردود۔ پس دو ہی صورتیں ہیں یا تو حضرت مسیح موعود کو بھی نبی ماننا پڑے گا۔ اور یا مولوی صاحب نے جو امتیاز وحی نبوت و وحی ولایت میں قائم کیا ہے وہ بالکل باطل ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ یہ امتیاز مسیح موعود کی وحی میں بھی متحقق ہے۔ جس کے دوسرے معنے یہ ہوئے کہ اگر مسیح موعود نبی نہیں تو یہ بھی کوئی امتیاز نہیں ✣

نمبر ۱۵۔ مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں :-

"چوتھا امتیاز (وحی نبوت و وحی ولایت میں یہ ہے) کہ صاحب وحی نبوت مطاع ہوتا ہے۔ اُمتی مطاع نہیں ہوتا۔ صفحہ ۵۲ xxxxxx پس ہر نیا نبی ان کے اندر متبوع تھا۔ اس نبی کے بعد سلسلہ خلافت بھی اس نبی سے چلتا ہے نہ کہ پہلے سے۔ مگر ایک اُمتی چونکہ خود مطیع ہوتا ہے۔ اس لئے اپنے آپ کو مطاع نہیں ٹھہرا سکتا۔ صفحہ ۵۲

نوٹ) حضرت مسیح موعود نے بھی اپنے آپ کو مطاع حقیقی نہیں ٹھہرایا۔ اور نہ مجھے مسیح موعود مانتا ہے۔ اور نہ میری وحی کو خدا کی طرف سے جانتا ہے۔ وہ آسمان پر قابل مواخذہ ہے۔" (رسالہ تحفۃ الندوہ صفحہ ۳-۴)

اب اس حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود نے اپنے آپ کو واجب الاطاعت نبی پیش کیا ہے +

نمبر ۱۶۔ مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں :-

"پانچواں امتیازی نشان (یہ ہے کہ) نبی وحی کا پیرو ہوتا ہے۔ اور اجتہادی کام لیتا ہے xxx نبی اور اُمتی میں ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ مشکلات دین میں نبی وحی کا انتظار کرتا ہے۔ اُمتی اجتہاد سے کام لیتا ہے۔ xxx پس یہ بھی نبی اور اُمتی میں ایک کھلا کھلا امتیاز ہے کہ معضلات دین میں نبی کی تائید وحی الٰہی سے کیجاتی ہو۔ اور اُمتی کی تائید اجتہاد سے۔" (صفحہ ۵۹)

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں :-

"امام الزمان کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ امام الزمان اکثر بذریعہ الہامات کے خدا تعالیٰ سے علوم اور حقائق اور معارف پاتا ہے۔ اور اس کے الہامات دوسروں پر قیاس نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ وہ کیفیت اور کمیت میں اس اعلیٰ درجہ پر ہوتے ہیں۔ جس سے بڑھ کر انسان کے لئے ممکن نہیں اور ان کے ذریعہ سے علوم کھلتے ہیں۔ اور قرآنی معارف معلوم ہوتے ہیں۔ اور دینی عُقدے اور معضلات حل ہوتے ہیں۔" (ضرورت الامام صفحہ ۱۳)

(نوٹ) اس سے ظاہر ہوا کہ امام الزمان کی تائید بھی معضلات دین میں وحی الٰہی سے کی جاتی ہے۔ پس جب امام الزمان بھی اس امتیاز میں داخل ہو گیا۔ تو پھر یہ امتیاز نہ رہا +

نمبر ۱۷۔ چھٹا امتیاز۔ مولوی محمد علی صاحب کا عقیدہ

"نبی کا فرض ہے کہ اپنی ساری وحی نبوت لوگوں کو پہنچائے۔ اُمتی کے لئے ضروری نہیں کہ اپنی ساری وحی کا اعلان کرے۔" (صفحہ ۶۱)

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں :-

"تمام بحث وحی نبوت میں ہے۔ جسکی نسبت یہ ضروری ہے کہ بعض کلمات پیش کر کے یہ کہا جاوے کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ہمارے پر نازل ہوا۔" (اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۱)

اب اس عبارت میں بعض کا لفظ خاص قابل غور ہے۔ مولوی محمد علی لکھتا ہے کہ ساری وحی نبوت لوگوں کو پہنچائے۔ حضرت صاحب لکھتے ہیں کہ بعض کلمات پیش کر کے یہ کہا جاوے کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ جو ہمارے پر نازل ہوا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کون جھوٹا ہے؟ مولوی صاحب یا حضرت مسیح موعود۔ کیونکہ آپ نے فرمایا ہے۔ کہ کوئی شخص خدا تعالیٰ تک نہیں پہنچ سکتا۔ جب تک میری اطاعت کا جوا اپنی گردن میں نہ ڈالے پھر اپنے بعد اپنا سلسلہ ولایت قرار دیا ہے۔ اور دوسرے تمام سلسلوں کا منقطع ہو جانا بیان کیا ہے۔ پس تو حضرت مسیح موعود بھی نبی ہیں۔ اور باوجود مسیح موعود کا ہونے کے اس امتیاز میں داخل ہونے کے اس امتیاز کو باطل کر رہا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود ایک الہام کے معنے فرماتے ہیں :-

"وہ وقت آتا ہے کہ تیرے باپ دادا کا ذکر کوئی بھی نہیں کرے گا۔ اور ابتدا سلسلہ خاندان کا تجھ سے شروع ہو گا۔ اور یہی انبیاء اور مامورین عظام میں خدا تعالیٰ کی عادت ہے۔"

پھر فرمایا :-

خدا تعالیٰ اشارہ فرماتا ہے کہ اسلام اور غیر اسلام میں روحانی قحط کا قحط ڈال دوں گا۔ اور روحانی زندگی کے ڈھونڈنے والے بجز اس سلسلہ کے کسی جگہ آرام نہ پائینگے۔ اور ہر ایک فرقہ سے آسمانی برکتیں چھین لیجاوینگی۔ اور اسی بندۂ درگاہ پر جو بول رہا ہے ہر ایک نشان کا انعام ہو گا۔ پس وہ لوگ جو اس روحانی موت سے بچنا چاہینگے۔ وہ اسی بندۂ حضرت عالی کی طرف رجوع کرینگے" ✣ (براہین احمدیہ صفحہ ۷۹)

پھر فرمایا :-

"میں خاتم الاولیاء ہوں۔ میرے بعد کوئی ولی نہیں مگر جو مجھ سے ہو گا۔ اور میرے عہد پر ہو گا۔" خطبہ الہامیہ ۳۰

پھر فرمایا :-

"چونکہ یہ آخری ہزار ہے۔ اس لئے ضرور تھا کہ امام آخر الزمان اس کے سر پر پیدا ہو۔ اور اس کے بعد کوئی امام نہیں اور نہ کوئی مسیح۔ مگر وہ جو اس کے لئے بطور ظل کے ہو۔ کیونکہ اس ہزار میں اب دنیا کا خاتمہ ہے۔ اور یہ امام جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود کہلاتا ہے وہ مجدد صدی بھی ہے۔ اور مجدد الف آخر بھی۔"

اب یا تو مسیح موعود کو بھی نبی تسلیم کرو۔ کیونکہ آپ کے جو کوئی ولی ہو گا۔ وہ آپ کے ماتحت ہو گا۔ اور آپ کے عہد پر ہو گا۔ اور یا مسیح موعود کی مخالفت میں اس اپنے اصول کو رد کرو ✣

"میں خدا کا ظلی اور بروزی طور پر نبی ہوں۔ اور ہر ایک مسلمان کو دینی اُمور میں میری اطاعت واجب ہے اور مسیح موعود کا ماننا واجب ہے۔ اور ہر ایک جسکو میری تبلیغ پہنچی ہے۔ گو وہ مسلمان ہے۔ مگر مجھے اپنا حکم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(دوم) نبی کے لئے لازمی ہے کہ جس بات کی تبلیغ کا خدا اس کو حکم دے وہ لوگوں تک پہنچائے۔ نہ کہ جس کے متعلق وہ اختیار رکھتا ہے۔ چاہے۔ انحو شائع کرے یا نکرے"

(مفہوم براہین احمدیہ صفحہ ۱۱)

پس اس طور سے مسیح موعودؑ کے نبی ہونے میں کوئی فرق نہیں آتا۔ کیونکہ کوئی ثابت نہیں کر سکتا۔ کہ مسیح موعود کو خدا تعالےٰ نے تبلیغ کے لئے کوئی حکم دیا۔ اور وہ آپ نے نہیں پہنچایا ؛

نمبر ۱۸ - مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں :-

"ساتواں امتیاز نبی اور امتی کی وحی میں یہ ہے کہ نبی کی وحی سابقہ شریعت کی تنسیخ یا ترمیم کر سکتی ہے یا اس پر کچھ بڑھا سکتی ہے۔ مگر غیر نبی یعنی امتی کی وحی کو یہ مرتبہ حاصل نہیں" (صفحہ ۶۲)

اس کا اصلی جواب تو یہ ہے کہ اگر باب نبوت تشریعی مسدود نہ ہوتا تو مسیح موعودؑ کی وحی بھی تنسیخ و ترمیم کر سکتی تھی یا اس پر کچھ بڑھا سکتی تھی۔ لیکن چونکہ نبوت تشریعی کا باب بالکل مسدود ہے اس لئے مسیح موعودؑ کی وحی کمی و بڑھتی نہیں کر سکتی۔ اور یہ مسیح موعودؑ کی وحی میں کمی یا نقص کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ عدم ضرورت کی وجہ سے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں :-

"خدا کے احکام جو امر اور نہی کے متعلق ہیں وہ عبث طور پر نازل نہیں ہوتے۔ بلکہ ضرورت کے وقت خدا کی نئی شریعت نازل ہوتی ہے یعنی ایسے زمانہ میں نئی شریعت نازل ہوتی ہے۔ جبکہ فوع انسان پہلے زمانہ کی نسبت بدعقیدگی اور بدعملی میں ترقی کر جائے اور پہلی کتاب ان کے لئے کافی ہدایتیں نہ ہوں xx xx قرآن شریف کے بعد کسی کتاب کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں۔ کیونکہ جس قدر انسان کی حاجت تھی وہ سب کچھ قرآن شریف بیان کر چکا" (چشمہ معرفت صفحہ ۷۲)

پس پہلے کوئی ضرورت پیش کرو۔ پھر ہم سے مطالبہ کرو ؛

نمبر ۱۹ - مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں :-

آٹھواں امتیاز (نبی اور امتی کی وحی میں یہ ہے کہ) نبی کی وحی تکمیل ہدایت کرتی ہے۔ امتی کی نہیں کرتی"

(صفحہ ۷۱)

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں :-

"بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں۔ جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی۔ صرف خدا کی طرف سے پیشگوئیاں کرتے تھے۔ جن سے موسوی دین کی شوکت و عظمت کا اظہار ہو۔ پس وہ نبی کہلائے" (بدر ۵ مارچ ۱۹۰۶ء)

پھر فرماتے ہیں :-

"اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی مرسل تھے۔ اور انکی توریت بنی اسرائیل کی تعلیم کے لئے کامل تھی۔ اور جس طرح قرآن کریم میں آیت الیوم اکملت لکھے۔ اسی طرح توریت میں بھی آیات ہیں جن کا مطلب یہ ہے کہ بنی اسرائیل کو ایک کامل اور جلالی کتاب دی گئی ہے۔ جس کا نام توریت ہے xx xx لیکن باوجود اس کے بعد توریت کے صدہا ایسے نبی بھی بنی اسرائیل میں آئے۔ کہ کوئی کتاب ان کے ساتھ نہ تھی۔ بلکہ ان کے انبیاء ظہور کے تھے کہ ان کے موجودہ زمانہ میں جو لوگ تعلیم توریت سے دور پڑ گئے ہوں۔ پھر ان کو توریت کے اصلی منشاء کی طرف کھینچیں اور جنکے دلوں میں کچھ شکوک اور دہریت اور بے ایمانی ہو گئی ہو۔ ان کو پھر زندہ ایمان بخشیں۔ چنانچہ اللہ جلشانہٗ خود قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ ولقد اتینا موسی الکتاب وقفینا من بعدہ بالرسل (شہادت القرآن صفحہ ۴۳)

پھر فرمایا :-

موسوی کی ایک محدود شریعت کے لئے جو زمین کی تمام قوموں کے لئے نہیں تھی۔ اور نہ قیامت تک اس کا پھیلا ہوا تھا۔ خدا تعالیٰ نے یہ احتیاطیں کیں کہ ہزارہا نبی اس شریعت کی تجدید کے لئے بھیجے" (شہادت القرآن صفحہ ۴۵)

ہاں اگر مطلق تکمیل کا سوال ہو تو وہ تو حضرت مسیح موعودؑ نے بھی کی جیسے کہ فرمایا :-

"روضۂ آدم کہ تہا وہ نامکمل اب تک
میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ و بار"

پھر فرمایا :-

اور آخر کار اسکی روحانی فیض رسانی سے اس مسیح موعود کو دنیا میں بھیجا جس کا آنا اسلامی عمارت کی تکمیل کے لئے ضروری تھا"

پھر فرمایا :-

"خدا تعالیٰ قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو منصب قائم کرتا ہے۔ xxx ایک کامل کتاب کو پیش کرنیوالا xx دوسرے تمام دنیا میں اس کتاب کی اشاعت کرنے والا xxx (لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا منصبی کام بباعث عدم وسائل پورا نہیں ہوا) اور تمام اکابر ملت اسلام قبول کر چکے ہیں کہ تکمیل اشاعت مسیح موعود کے ذریعہ ہوگی" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۰۰)

پس حضرت مسیح موعود بھی تکمیل اشاعت ہدایت کر نوالے ہیں۔ اور تکمیل اشاعت ہدایت یہ بھی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا نبی منصبی کام ہے۔ پس جبکہ مسیح موعود نے نبی کریم کے آیہ منصبی کو تکمیل کیا تو لامحالہ آپ نبی ہوئے ؛

(دوسرا امتیاز)

نمبر ۲۰ - مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں :-

"وحی نبوت کی ایک یہ بھی خصوصیت ہے۔ جو دوسری وحی کو حاصل نہیں کہ وحی نبوت عبادات میں پڑھی جاتی ہے" صفحہ ۷۳

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں :-

"پھر عیسیٰ کی نسبت جو موسیٰ سے مکمر اور اسکی شریعت کے پیرو تھے۔ اور خود کوئی کامل شریعت نہ لائے تھے۔ اور فتنہ اور سائل حقہ اور وراثت اور حرمت خنزیر وغیرہ میں حضرت موسیٰ کی شریعت کے تابع تھے۔ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ وہ بالاطلاق اپنے وقت کے تمام راستبازوں سے بڑھ کر تھے" (دافع البلاء صفحہ آخری)

پھر فرمایا :-

"چودہ سو برس کے عرصہ میں یعنی حضرت موسےٰ سے حضرت مسیح تک ہزارہا نبی اور محدث ان میں پیدا ہوئے کہ جو خادموں کی طرح کمربستہ ہو کر توریت کی خدمت میں مصروف رہے چنانچہ ان تمام بیانات پر قرآن مجید شاہد ہے۔ اور بائبل شہادت دے رہی ہے۔ اور وہ نبی کوئی نئی کتاب نہیں لاتے تھے۔ کوئی نیا دین نہیں سکھلاتے تھے۔ صرف توریت کے خادم تھے" (شہادت القرآن صفحہ ۴۴)

(نوٹ) مولوی صاحب کا سارا اصول مسیح موعود کے ان دو فتووں سے بالکل باطل ہو رہا ہے ؛

نمبر ۲۱ - مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں :-

"دسواں امتیاز (نبی اور امتی کی وحی میں یہ ہے کہ) وحی نبوت مومن پر ہوتا ہے۔ اور اس کا منکر حقیقی کافر ہے" صفحہ ۷۴

(نوٹ) یہ بھی کوئی اگر امتیاز ہے کہ صاحب وحی اگر مومن پر ہو اور اس کا منکر کافر ہو تو وہ نبی ہوتا ہے تو یہ بات تو مسیح موعود میں بھی پائی جاتی ہے۔ کیونکہ آپ مومن پر بھی ہیں۔ اور آپکے منکر کافر بھی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں :-

"اور خیر الرسل کی روحانیت نے اپنے ظہور کے کمال کے لئے اور اپنے نور کے لئے ایک مظہر اختیار کیا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے کتاب مبین میں وعدہ فرمایا تھا۔ پس میں ہی مظہر ہوں پس ایمان لا اور کافروں سے مت ہو" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۵)

پھر فرمایا :-

"فی الحقیقت دو شخص بڑے ہی بدبخت ہیں۔ اور انس و جن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں سے ان جیسا کوئی بھی بدطائع نہیں۔ ایک وہ جس نے خاتم الانبیاء کو نہ مانا۔ اور دوسرا وہ جو خاتم الخلفاء پر ایمان نہ لایا۔" (الہدیٰ صہ۵)

پس یا تو مسیح موعود کو نبی مانو اور یا اپنے اصول کو غلط ٹھہراؤ۔ دونوں صورتوں کے علاوہ تیسری صورت اور کوئی نہیں ٭

پھر حضرت مسیح موعود ایک نہایت ہی صریح تحریر اس امر کی لکھتے ہیں کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکی وحی وحی نبوت تھی۔ اور آپ کا منکر حقیقی کافر ہے۔ جیسے کہ فرماتے ہیں:۔

"یہ مکالمہ الٰہیہ جو مجھ سے ہوتا ہے یقینی ہے۔ اگر میں ایک دم کے لئے بھی اس میں شک کروں تو کافر ہو جاؤں اور میری آخرت تباہ ہو جاوے۔" (تجلیات الٰہیہ صہ۲۵)

تعجب کا مقام ہے کہ اگر مسیح موعود کی وحی وحی ولایت تھی۔ وحی نبوت نہ تھی۔ تو آپ اس میں شک کرنے سے کافر کیوں بنتے تھے کیا وحی نبوت کا منکر کافر ہوتا ہے یا وحی ولایت کا؟ العجب ثم العجب کہ حضرت مسیح موعود اپنی وحی میں اگر شک کریں تو کافر ہو جاویں لیکن دوسرے لوگ اگر مسیح موعود کی وحی کے منکر ہوں تو وہ مؤمن کے مؤمن ٭

نمبر ۲۲۔ مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں:۔

"گیارہواں امتیاز۔ وحی نبوت کتاب کہلاتی ہے وحی ولایت کتاب نہیں کہلاتی × × × × اس میں شک نہیں کہ وحی نبوت کا نام کتاب رکھا ہے۔ اور اسی لئے ہر نبی کے لئے کتاب کا لانا ایک ضروری امر قرار دیا ہے مگر اُسی کی وحی کو کتاب کے نام سے موسوم نہیں کیا۔"

(نوٹ) مولوی صاحب نے ایک ہی بات کو دو دفعہ الگ الگ الفاظ میں پیش کر دیا ہے۔ حالانکہ ان سب کا مدعا ایک ہی ہے، وہ یہ کہ مولوی صاحب کے نزدیک ہر ایک نبی کتاب لاتا ہے۔ اور بغیر کتاب کے نبی ہو ہی نہیں سکتا۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"نبی کے لئے شارع ہونا شرط نہیں یہ منصب ہے جسکے ذریعہ سے اُمور غیبیہ کھلتے ہیں۔" (ایک غلطی کا ازالہ)

پھر فرمایا:۔

"بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں۔ جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی تھی۔ صرف خدا کی طرف سے پیشگوئیاں کرتے تھے۔" (بدر۔ مورخہ ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

نمبر ۲۳۔ مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں:۔

"بارہواں امتیاز۔ وحی نبوت جامع کمالات ہوتی ہے وحی ولایت صرف مبشرات رکھتی ہے × × × یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ مبشرات اصل نبوت سے خارج ہیں۔ ہاں اکثر حالات میں اسکے لازم ہیں۔ ان کا دروازہ بعد انقطاع نبوت بھی کھلا ہے۔ اگر مبشرات اصل نبوت میں شامل ہوتے تو قرآن کے ساتھ ان کا دروازہ بھی بند ہو جاتا۔ یہی مذہب عام اہل تحقیق کا ہے۔"

(صہ ۹۲-۹۳)

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"چونکہ میرے نزدیک نبی اُسی کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام یقینی وقطعی بکثرت نازل ہو۔ جو غیب پر مشتمل ہو اس لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ مگر بغیر شریعت کے۔" (تجلیات الٰہیہ صہ۲۶)

(نوٹ) اب اس حوالہ میں مسیح موعود نے نبی کی تعریف میں یہ حصر کر دیا ہے کہ آپکے نزدیک نبی صرف اسی کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام یقینی وقطعی بکثرت نازل ہو جو غیب پر مشتمل ہو۔ گویا دوسرے لفظوں میں کثرت مکالمت ومخاطبت اور کثرت اظہار اُمور غیبیہ کا نام نبوت رکھا ہے اور اسی کو عین نبوت قرار دیا ہے لیکن مولوی صاحب اسکو خارج از نبوت قرار دیتے ہیں! معلوم نہیں کہ مولوی صاحب سچے ہیں یا مسیح موعود۔ پھر اور سنئے مسیح موعود مکالمہ ومخاطبہ کو اصلی نعمت قرار دیتے ہیں۔ جیسے کہ فرماتے ہیں:۔ "سو اصلی نعمت خدا تعالیٰ کا مکالمہ ومخاطبہ ہے × × یہی وہ نعمت ہے جو انبیاء علیہم السلام کو دیگئی تھی۔" (ضمیمہ براہین صہ۱۴۱)

پھر مکالمہ ومخاطبہ کو سرچشمہ تمام نعمتوں کا بتایا ہے جیسے کہ فرماتے ہیں:۔

"ساتھ ہی اس نے یہ ارادہ بھی فرمایا ہے۔ کہ اس امت کو وہ نعمت بھی عطا کرے جو نبیوں کو دیگئی تھی یعنی مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ جو سرچشمہ تمام نعمتوں کا ہے۔" (براہین احمدیہ صہ۱۴۲)

اب خدارا غور کرو۔ مولوی صاحب مکالمہ ومخاطبہ کو خارج از نبوۃ قرار دے رہے ہیں اور مسیح موعود اس کو اصلی نعمت اور سرچشمہ تمام نعمتوں کا قرار دے رہے ہیں۔ اب ہم کس کی مانیں۔ آیا حکم اللہ کی مانیں یا ایک ایسے شخص کی جو سراسر مسیح موعود کے مخالف کہہ رہا ہو ٭

(۲) حضرت مسیح موعود کی وحی بھی جامع کمالات تھی۔ لہٰذا وہ وحی وحی نبوت تھی۔ جیسے کہ وہ فرماتے ہیں:۔

"ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور قرآن ربانی کتابوں کی خاتم ہے۔ تاہم خدا تعالیٰ نے اپنے نفس پر یہ حرام نہیں کیا کہ تجدید کے طور پر کسی اور مامور کے ذریعہ سے یہ احکام صادر کرے کہ جھوٹ نہ بولو۔ جھوٹی گواہی نہ دو۔ زنا نہ کرو۔ خون نہ کرو۔ اور ظاہر ہے کہ ایسا بیان کرنا بیان شریعت ہے جو مسیح موعود کا بھی کام ہے۔"

(اربعین نمبر ۴ صہ۵)

پھر فرمایا:۔

"میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔" (نزول المسیح صہ۳)

پھر فرمایا:۔

"انہ جمع فی نفسی کل شان النبیین علی سبیل الموھبیۃ والعطاء۔" (خطبہ الہامیہ صہ۹)

پھر فرماتے ہیں:۔

"ایسا ہی خدا نے اور اس کے پاک رسُول نے بھی مسیح موعودؑ کا نام نبی اور رسُول رکھا ہے۔ اور تمام خدا تعالیٰ کے نبیوں نے اسکی تعریف کی ہے۔ اور اسکو تمام انبیاء کے صفات کاملہ کا مظہر ٹھہرایا ہے۔" (نزول المسیح صہ۴۸)

پھر فرماتے ہیں:۔

"سو میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت کے کامل حصہ پایا ہے۔ جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسُولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دیگئی تھی۔" (حقیقۃ الوحی صہ۶۳)

(نوٹ) ان حوالوں سے صریح ثابت ہو رہا ہے۔ کہ مسیح موعود کی وحی جامع جمیع کمالات تھی ٭

پھر فرماتے ہیں:۔

"ہماری تمام بحث وحی نبوۃ میں ہے۔ جسکی نسبت یہ ضروری ہے کہ بعض کلمات پیش کر کے یہ کہا جاوے کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ جو ہمارے پر نازل ہوا ہے۔" (ضمیمہ اربعین صہ۱۱)

نبی اور غیر نبی میں قطعی امتیازی نشانات

باب دوم النبوۃ فی الاسلام ختم ہُوا۔ اور جسقدر مولوی محمد علی صاحب نے وحی نبوۃ اور وحی ولایت میں امتیازی نشانات پیش کئے ہیں وہ یا تو سرے سے ہی مسیح موعود کے مذہب کے برخلاف ہیں اور یا وہ ایسے ہیں جن کا تحقق اور وجود مسیح موعود میں بھی پایا جاتا ہے۔ اور اسطور سے انکے تمام امتیازی نشانات باطل ہو جاتے ہیں۔ لیکن اب سوال باقی یہ رہ جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے نبی اور غیر نبی میں کیا امتیازی نشانات پیش کئے ہیں وہ حسب ذیل ہیں اوّل سب سے مضبوط اور پکا امتیازی نشان۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"اسی کے مطابق قرآن شریف میں یہ آیت ہے جو خدا برگزیدہ رسُولوں کو غیر قسم سے ممتاز کرتی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ فلا یظھر علی غیبہ احدًا الا من ارتضی من رسول

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(اب یہ تینوں گروہ اور آگ وغیرہ سب کچھ موجود ہے لہٰذا ماننا پڑا کہ وہ نبی بھی اسوقت دنیا میں ضرور آیا ہے جسکے ماننے سے بعض نے تو سابقین اور عامہ مومنین کا درجہ پایا اور بعض نے انکار کرکے کافر رہنا پسند کیا) عامہ مومنین کا جیسے ایک تو بحث اولیٰ میں آپکے ساتھ تھا ویسے ہی بحث ثانی میں (دیکھو الہام ثلة من الاولین وثلة من الاخرین۔ براہین احمدیہ) سابقین کی نسبت بحث ثانی میں قلیل کی پیشگوئی ہے اور حدیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے آپ فرماتے ہیں سوای کا ملنا اسوقت مشکل ہوگا دراصل انہیں لوگوں کی طرف اشارہ ہے جنکی رہبری اور ہدایت سے کہیں چار کہیں دس نے ابتدا زمانہ بعثت میں اس نبی کو شناخت کیا گویا وہ انکو اٹھا کر اس نبی کے پاس لے گئے ان معنوں کی تصدیق اس حدیث سے ہوتی ہے جو بخاری اور مسلم میں موجود ہے آپ فرماتے ہیں تجدون الناس کابل مائة لیس فیھا راحلة اسکی شرح ای الناس کثیر والمرعی منھم قلیل (مجمع) راحلہ شتر ے را گویند کہ تواناباشد بر سفر کردن و بار برداشتن یعنی آدمیان بسیار اند و صالح نیکوکار... کمتر... و در آخر زمان کہ محل شرور و فتن ست بسیار کم کردند تا آنکہ در ہزار ہم یکے بہم نرسد چنانکہ در ینوقت (حجج الکرامہ صفحہ ۳۷۰)

اس نبی کی برکت سے اب وہ زمانہ آگیا جسکی نسبت حدیث میں پیشگوئی تھی اِنّ اللّٰہ لہ من الابل تکفی الفئام من النّاس (ابن ماجہ) اب ایک اونٹنی کے دودھ سے جماعتیں سیر ہو رہی ہیں مگر افسوس ان نادانوں پر کہ ضد اور تعصب کی ڈیا پسی (استقاء) میں مبتلا ہیں اور اس دودھ کی طرف توجہ نہیں کرتے حضرت اقدس کا ایک الہام ہے ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون یا ابراھیم اعرض عن ھذا انہ عبد غیر صالح انما انت مذکر وما انت علیھم بمسیطر جس پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں بھی ایک الخاتمیہ چھا جانیوالا ہوشیار باد واقعہ ظاہر ہوگا جس میں کئی منہ عامة ناصبة تصلی نارًا حامیة کے مصداق ہونگے ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کے فرمودہ کے مطابق افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت ان اونٹوں کی طرف غور سے دیکھو جو اس روحانی جنگ کے لیئے سامان اٹھا رہے ہیں۔ اس ابراہیمؑ کا انکار کرنے والے جنہوں نے اپنے آپ کو سچا مسلمان سمجھا ہوا ہے وہ حدیث ذیل کو غور سے پڑھیں اور پھر دنیا میں نظر اٹھا کر دیکھیں اگر واقعات اسکی تصدیق کرتے ہیں تو انکو چاہیئے کہ اسکو قبول کریں وہ حدیث یہ ہے عن عبد اللہ بن عمرو قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ستکون ھجرة بعد ھجرة فخیار اھل الارض الزمھم مھاجر ابراھیم ویبقی فی الارض شرار اھلھا تلفظھم ارضوھم تقذرھم نفس اللہ وتحشرھم النار مع القردة والخنازیر (رواہ ابو داؤد) عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے وہ کہتے ہیں سنا رسول اللہ صلعم سے فرماتے تھے کہ اس ہجرۃ کے بعد ایک اور ہجرۃ ہوگی اسوقت بہتر وہ لوگ ہونگے جو ابراہیم علیہ السلام کے ہجر کو لازم پکڑینگے اور باقی رہ جاوینگے بدترین میں زمین کے رہنے والوں سے پھینک دیگی انکو زمین انکی برا جانیگا انکو اللہ جل جلالہ اور اکٹھا کریگی انکو آگ بندروں اور سوروں کے ساتھ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ جو نبوت اوّلین میں اتری اور لوگ ہجرت کرکے اسکے پاس جمع ہوئے وہی نبوت آخرین میں بھی ظاہر ہوگی اور لوگ ہجرت کرکے اسکے پاس جمع ہونگے جو باقی رہینگے انکو آگ ایک ملک سے دوسرے ملک میں پھینک دیگی اور انکی شکلیں مسخ ہوجائیں گی جیسا کہ نبوت کے انکار پر یہود کا حال ہوا۔ ایک اور حدیث میں ہے مخرج نار من حضرموت او من بحر حضرموت قبل یوم القیامہ تحشر الناس قالوا یا رسول اللہ فما تامرنا قال علیکم بالشام (ترمذی) اس شام سے مراد قادیان ہے جہاں یہ ابراہیمؑ ظاہر ہوا چنانچہ حضرت اقدس کو مدت ہوئی یہ الہام ہو چکا۔ یدعون لک ابدال الشام۔ واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی۔ اور نزول المسیح میں آپ لکھتے ہیں کہ بیت المقدس سے مراد قادیان ہے اور واقعات نے بھی اسی کی تصدیق کی کیونکہ اس شام میں آنیوالے نے تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو بآواز بلند سنا دیا کہ میں صلح اور امن کا جھنڈا لیکر آیا ہوں میرے چشمہ تعلیم سے پینے والا فتنہ لڑائی کی آگ سے محفوظ رہیگا جو مسلمان مخالفان اسلام سے دین کے بہانے لڑینگے وہ کبھی حقیقی راحت اور کامیابی کا منہ نہ دیکھیں گے سگہ اور آرام کی بہشت میں داخل ہونا چاہتے ہو تو میری تعلیم پر عمل کرو ورنہ یاد رکھو میرے انکار سے دنیا میں ایک جہنم بھڑکایا جائیگا اور فرشتے تمہیں منہ کے بل گھسیٹیں گے (جیسا کہ آجکل خندقوں میں ہو رہا ہے) کوئی مہدی اور مسیح ایسا نہیں آئیگا جو توپ۔ بندوق سے تمہاری مدد کرے اس غلط خیال سے آخر دم ہوگے آؤ اپنی جانوں پر رحم کرو" مگر افسوس کہ مسلمانوں نے اس آواز کی قدر نہ کی اور نہ اس ابراہیمؑ اور شام کو پہچانا حالانکہ آنجناب صلعم نے تاکید فرمائی کہ جب تم اس ہجرۃ کو جہاں بعض سوار اور بعض پیادہ جا رہے ہیں تو (اس خیال سے کہ ہم خالصے مسلمان ہیں ہمیں کیا ضرورت) اس سے پیچھے نہ رہنا کیونکہ وہ ہجرت میری اس ہجرت کے مانند ہوگی یعنی دراصل میں ہی ہونگا جو پیچھے رہینگے وہ شرار الخلق ہیں انکا نام خدا کے نزدیک اس رجسٹر میں درج ہوگا جہاں منکران انبیائے سابقین کے نام درج ہیں اور انکو وہی عزت دیجائیگی جو فقلنا لھم کونوا قردة خاسئین کو دیگئی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ یہ پیشگوئی روز روشن کی طرح اپنی صداقت کو ظاہر کر رہی ہے وہ شام جسکی طرف مسلمانوں کی نگاہیں لگی ہوئی ہیں کہ ابھی مسیح ہماری مدد کو آتا ہے آج اس ابراہیمؑ کے انکار سے اس آگ میں مبتلا ہیں جسکی نسبت مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ جب تم اسکو دیکھو تو مہجر ابراہیمؑ میں پناہ ڈھونڈو (جہاں وہ پہلا ابراہیمؑ بروزی رنگ میں ہجرت کرکے ظاہر ہوگا تاکہ دنیا سے اس آگ کا انتقام لے جسمیں اسکو ڈالا گیا) پس اگر کوئی دنیا اور آخرۃ کا امن چاہتا ہے تو اس جری اللہ فی حلل الانبیاء کی تعلیم پر کاربند ہو۔ مسلمانو! یہ وہی مہدی ہے جسکی نسبت تمہاری کتابوں میں لکھا ہے "بیدار مکند مہدی نائم را و نہ برد خوابی را" (اثار القیامہ صفحہ ۳۶۳) اور یہ اس مہر نبوت کو لے کر آیا جو اسکے ہادی و رہنما جناب محمد مصطفےٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئی" و از انجملہ آنکہ بر کتف وے علامت نبی صلعم و در زبان او ثقل باشد (صفحہ ۳۶۶) پھر کیا وجہ ہے کہ اسکو نبی نہ کہا جائے اگر کسی نے یہ قسمت خلف ظھرہ فنظرت الی خاتم بین کتفیہ (بخاری باب خاتم النبوۃ) آپ کے کتف پر خاتم کو دیکھ کر آپ کی نبوت کا پتہ دیا تو وہی علامت مہدی میں دیکھ کر اس نبوت سے کیوں انکار کیا جاتا ہے (باقی آئندہ انشاء اللہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر میر قاسم علی پروپرائٹر و پبلشر کے لیئے شائع ہوا)